بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

ارشاد باری تعالیٰ

﴿وَمَا أُمِرُوْا إِلَّا لِيَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ حُنَفَاءَ وَيُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ
وَيُؤْتُوا الزَّكٰوةَ وَذٰلِكَ دِيْنُ الْقَيِّمَةِ﴾

(سورة البينة :٥)

اوران کواس کے سوا کوئی حکم نہیں دیا گیا تھا کہ اللہ کی بندگی کریں،
اپنے دین کواس کے لیے خالص کر کے بالکل یکسو ہوکراور نماز قائم کریں اورزکوٰۃ دیں،اوریہی صحیح ودرست دین ہے۔

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

”اتّقوا اللّٰه ربّكم وصلّوا خمسكم،وصوموا شهركم،وأدّوا زكاة أموالكم،
وأطيعوا ذا أمركم، تدخلوا جنة ربكم“.

(سنن الترمذی باب منه،ح:٦١٦،وقال:حديث حسن صحيح/
مسندالإمام أحمد،ح:٢١٦٥٧ـ٢١٧٥٥)

اپنے رب سے ڈرو، پانچوں اوقات کی نمازیں پڑھو،(رمضان کے)مہینہ کا روزہ رکھو،
اپنے اموال کی زکوٰۃ دو،اوراطاعت کروجب تمہیں حکم دیا جائے،یقیناً اپنے رب کی جنت میں داخل ہوجاؤ گے۔

☆☆☆

نماز کی اہمیت اور اس کے فضائل

نمازیں☆ کب فرض ہوئیں:

سوال: کیا نماز شب معراج ہی سے فرض ہوئی ہے؟

الجواب ـــــــــــــــــــــــــــــــــــ

نماز شب معراج ہی میں فرض ہوئی ہے، جیسا کہ صحیح احادیث سے ثابت ہے۔
مشکوٰۃ شریف کا ترجمہ اردو مظاہر حق دیکھیں۔(۱) (فتاویٰ دار العلوم دیو بند: ۲۹/۲) ☆

☆ نماز کیا ہے:

(۱) نماز خدائے تعالیٰ کی عبادت اور بندگی کرنے کا ایک خاص طریقہ ہے، جو خدائے تعالیٰ نے اور اس کے پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بندوں کو سکھایا ہے۔(تعلیم الاسلام: ۱۳/۲)

(۲) نماز اسلام کا اہم ترین رکن اور اللہ تعالیٰ کی خاص عبادت ہے، یہ کفر و اسلام کے درمیان حدِ فاصل اور اچھائیوں کا سرچشمہ اور برائیوں سے بچنے کا ضامن بھی ہے، اس کے ساتھ ہی اپنے حدود میں رہ کر دوسروں کے حقوق کی پوری رعایت کا حوصلہ پیدا کرتی ہے، کامیاب زندگی کی ضمانت اور بلند اخلاق کا سبب ہے، سیرت سازی کی بنیاد اور رب کی نعمتوں کا شکر بجالانے کا حسین ذریعہ ہے۔

نماز کی شرعی حیثیت:

نماز آدم علیہ السلام ہی کے وقت سے جب وہ دنیا میں اتارے گئے اور دن گزرنے کے بعد رات آئی، تو انہوں نے رات کبھی دیکھی نہ تھی، اس لئے خوف پیدا ہوا، پھر صبح کی روشنی پھیلی، تو ان کی دہشت دور ہونے لگی اور انہوں نے شکر کے طور پر دو رکعت نماز پڑھی، بلکہ نماز ہر نبی مرسل کو دی گئی اور جن پانچ وقتوں میں ہم نماز پڑھتے ہیں، ان میں پچھلے انبیاء علیہم السلام نے بھی نماز پڑھی ہے۔ (درمختار و شامی: ۲۳۹/۱)
(طہارت اور نماز کے تفصیلی مسائل: ۱۵۰-۱۵۱، انیس)

(۱) (هى فرض عين على كل مكلف) بالإجماع، فرضت فى الإسراء ليلة السبت سابع عشر رمضان قبل الهجرة بسنة ونصف، وكانت قبله صلاتين قبل طلوع الشمس وقبل غروبها، شمنى. (الدر المختار) (قوله فرضت فى الإسراء الخ)... أنهم اختلفوا فى أى سنة كان الإسراء بعد اتفاقهم على أنه كان بعد البعثة، الخ. (ردالمحتار، أول كتاب الصلوٰة: ۳۲۵/۱)

معراج سے متعلق ایک لمبی حدیث کے اخیر میں ہے:

”ثم فرضت علىّ الصلوٰة خمسين كل يوم، فرجعت إلى موسىٰ، فقال: بما أمرتَ؟ قلتُ: أمرتُ بخمسين صلوٰة كل يوم، قال: إن أمتك لاتستطيع خمسين صلوٰة كل يوم، وإنى والله قد جربت الناس قبلك ==

کیا پہلی امتوں پر بھی نماز فرض تھی:

سوال: امت محمدیہ پر نماز فرض ہوئی، لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے پیغمبران خدا نے اپنی امتوں کو خدا تعالیٰ کی وحدانیت اور خدا ہی کی عبادت کی تلقین کی اور جنہوں نے ان کے کہنے کو قبول کیا، تو وہ عبادت الٰہی کس طرح کرتے تھے؟ یعنی جو نماز ہم پڑھتے ہیں، کیا یہی نماز تھی؟ یا وہ کیا پڑھتے تھے؟ کس طرح عبادت کرتے تھے؟

الجواب

تفصیلات تو معلوم نہیں، اتنا معلوم ہے کہ نماز ان پر بھی فرض تھی، اوقات وطریقۂ ادا میں اختلاف ہوسکتا ہے۔(۱)

(آپ کے مسائل اوران کا حل:۱۹۲/۳)

نماز پنجگانہ کی ابتدا:

سوال: کونسی نماز کس پیغمبر پر فرض تھی؟

== وعالجت بنى إسرائيل أشد المعالجة فارجع إلٰى ربک فَسَلْهُ التخفيف لأمتک،فرجعتُ فوضع عنى عشرًا فرجعتُ إلٰى موسٰى،فقال مثله، فرجعتُ فوضع عنى عشرًا فرجعتُ إلٰى موسٰى،فقال مثله،فرجعت فوضع عنى عشرًا فرجعتُ إلٰى موسٰى،فقال مثله، فرجعت فوضع عنى عشرًا فأمرتُ بعشرصلوات كل يوم فرجعتُ إلٰى موسٰى،فقال مثله،فرجعت فأمرتُ بخمس صلوات كل يوم"الخ.متفق عليه.(مشكوٰة،باب فى المعراج،الفصل الاول: ٥٢٨ ، ظفير غفرله) (الصحيح للبخارى،باب ذكر الملائكة،وباب المعراج،(ح: ٣٢٠٧-٣٨٨٧)/الصحيح لمسلم، باب الإسراء برسول اللّٰه صلى الله عليه وسلم، (ح: ١٦٤)/سنن النسائى،فرض الصلاة (ح: ٤٤٨)/مسند الإمام أحمد، حديث مالک بن صعصعة عن النبى صلى الله عليه وسلم (ح: ١٧٨٣٣)/مستخرج أبى عوانة،بيان غسل قلب النبى صلى الله عليه وسلم (ح:٣٣٨)الصحيح لابن حبان،ذكروصف الإسراء برسول الله صلى الله عليه وسلم (ح:٤٨)انيس)

☆ **کیا قبل ازمعراج پچاس نمازیں اوردن میں سات مرتبہ غسل فرض تھا:**

سوال: کیا قبل ازمعراج شریف ۵۰/نمازیں اوردن میں سات مرتبہ غسل فرض کیا گیا تھا؟ جیسا کہ ابوداؤدشریف میں ہے۔

الجواب حامدا ومصلیاً

ابوداؤدشریف کی وہ عبارت نقل کیجئے،جس سے آپ نے یہ سمجھا ہے کہ قبل ازمعراج پچاس نمازیں اورسات مرتبہ دن میں غسل فرض کیا گیا تھا، یہ بھی لکھئے کہ یہ کس باب میں ہے؟ تب اس کے متعلق جواب دیا جائے گا۔(معراج سے پہلے، آفتاب نکلنے اور ڈوبنے سے قبل دووقتوں کی نماز فرض تھی،معراج کی رات پانچ اوقات کی نماز فرض ہوئی،ان میں سب سے پہلے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ظہر کی نماز پڑھی۔(الدرالمختارمع ردالمحتار: ۳۵۱/۱-۳۵۲/الفتاویٰ الهندية: ۵۰/۱،انیس)فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبدمحمودغفرلہ، دارالعلوم دیوبند،۶/۱/ ۱۳۹۱ھ۔(فتاویٰ محمودیہ:۳۱۲/۵-۳۱۳)

(۱) ولم تخل عنها شريعة مرسل:أى عن أصل الصلاة،قيل الصبح صلاة آدم،والظهرلداؤد، والعصر لسليمان، والمغرب ليعقوب،والعشاء ليونس عليهم السلام،وجمعت فى هٰذه الأمة،وقيل غيرذلک.(ردالمحتار: ٣٥١/١، كتاب الصلاة،دارالفكربيروت)

الجواب ـــــــــــــــــــ حامداً و مصلیاً

قال فی الطحطاوی علیٰ مراقی الفلاح،أول کتاب الصلاۃ:"أخرج الطحاوی عن عبید اللّٰہ بن محمد عن عائشۃ رضی اللّٰہ تعالیٰ عنھا:" أن آدم علیہ السلام لما تیب[مجھول تَابَ]علیہ عند الفجر صلی رکعتین،فصارت صلوٰۃ الصبح،وفُدی إسحٰق علیہ السلام عند الظھر فصلی أربع رکعات،فصارت الظھر،وبُعث عزیر علیہ السلام فقیل لہ:کم لبثت؟قال:لبثتُ یوماً،فرأی الشمس فقال:أو بعض یوم،فقیل لہ:إنک لبثت مائۃ عام میتاً ،ثم بعثت،فصلی أربع رکعات،فصارت العصر،وغفر لداؤد علیہ السلام عند المغرب،فقام فصلی أربع رکعات، فجھد فی الثالثۃ:أی تعب فیھا عن الإتیان بالرابعۃ لشدۃ ما حصل لہ من البکاء،واقترفہ مما ھو خلاف الأولیٰ،فصارت المغرب ثلاثاً.وأول من صلی العشاء الأخیرۃ نبینا صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم".(۱)

قال فی شرح المشکوٰۃ:"ومعناہ أن نبینا صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم أول من صلی العشاء مع أمتہ،فلاینافی أن الأنبیاء علیھم الصلوٰۃ والسلام صلوھا دون أممھم،ویؤیدہ قول جبریل علیہ السلام فی حدیث الإمامۃ:"ھذا وقت الأنبیاء من قبلک"اھ.(۲)فقط واللّٰہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم،سہارنپور

الجواب صحیح:سعید احمد غفرلہ،صحیح:عبداللطیف،مدرسہ مظاہر العلوم،سہارنپور،۱۳۶۸/۵/۱۰ھ(فتاویٰ محمودیہ:۳۰۳/۵)☆

(۱) حاشیۃ الطحطاوی علیٰ مراقی الفلاح،کتاب الصلاۃ،ص:۱۷۱،قدیمی
وأخرجہ الطحاوی فی شرح معانی الآثار،کتاب الصلاۃ،باب الصلاۃ الوسطیٰ:۱۲۰/۱،سعید

(۲) مرقاۃ المفاتیح،کتاب الصلاۃ،باب المواقیت،الفصل الثانی:۲۸۹/۲-۲۹۰،رشیدیۃ

خلاصۂ جواب: علامہ طحطاویؒ نے مراقی الفلاح کی شرح طحطاوی،کتاب الصلاۃ کے شروع میں لکھا ہے کہ:"امام طحاویؒ نے (اپنی کتاب شرح معانی الآثار میں) حضرت عائشہؓ سے یہ حدیث نقل کی ہے کہ جب حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ فجر کے وقت قبول ہوئی،تو انہوں نے اس وقت شکرانہ کی دو رکعت نماز پڑھی،لہٰذا یہ صبح کی نماز ہوگئی۔اور حضرت اسحاق علیہ السلام کی جان کا فدیہ ظہر کے وقت دیا گیا،تو انہوں نے شکرانہ کے طور پر اس وقت چار رکعت پڑھی،لہٰذا یہ ظہر کی نماز ہوگئی اور حضرت عزیر علیہ السلام کو موت کے بعد دوبارہ اٹھایا گیا اور پوچھا گیا کہ کتنی دیر سوئے رہے؟انہوں نے جواب دیا کہ ایک دن،تب انہوں نے سورج کو دیکھا کہ ابھی غروب نہیں ہوا ہے،تو جواب دیا کہ ایک دن سے کم ہی سویا ہوں،تو ان کو بتایا گیا کہ آپ سو سال تک مردہ پڑے رہے،پھر دوبارہ زندہ کئے گئے ہیں،تب انہوں نے بطور شکرانہ کے چار رکعات نماز پڑھی،لہٰذا یہ عصر کی نماز ہوگئی۔اور حضرت داؤد علیہ السلام کی مغفرت مغرب کے وقت ہوئی،تو انہوں نے کھڑے ہوکر چار رکعت نماز پڑھنی چاہی،مگر بہت گریہ وزاری کی وجہ سے تیسری رکعت میں تھک گئے اور چوتھی رکعت نہ پڑھ سکے،لہٰذا مغرب کی نماز تین رکعتیں ہوگئیں اور عشا کی نماز سب سے پہلے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھی ہے"۔

اور ملا علی قاریؒ نے مشکوٰۃ کی شرح مرقاۃ،کتاب الصلاۃ،باب المواقیت،فصل ثانی میں لکھا ہے کہ:"سب سے پہلے عشا کی نماز ہمارے نبی نے پڑھی ہے،اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عشا کی نماز اپنی امت کے ساتھ سب سے پہلے پڑھی ہے۔ ==

== لہذا یہ اعتراض نہیں ہوسکتا کہ پہلے کے انبیاء کرام علیہم السلام نے یہ نمازیں پڑھی ہیں، اپنی امت کے بغیر، اوراس کی تائید حضرت جبرئیل کے اس قول سے بھی ہوتی ہے، جوامامت والی حدیث میں ہے کہ ''یہی آپ سے پہلے کے انبیاء کرام کا وقت ہے''۔(انیس)

☆ **شریعت محمدیہ سے قبل نماز کی صورت:**

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین مندرجہ ذیل مسائل کے بارے میں کہ!

(۱) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے پہلے نماز تھی یا نہیں؟

(۲) اگر نماز تھی تو آدم، نوح اور ابراہیم علیہم السلام کے زمانہ میں نماز پڑھنے کا طریقہ کیا تھا؟

(۳) اسی طرح قرآن سے قبل دیگر کتابوں (توریت، انجیل، زبور) میں نماز کی کیا شکل وصورت تھی؟ اور لوگ کس طرح نماز پڑھتے تھے؟

نوٹ: بعض مفتیان کرام سے پوچھنے پر مختصر جواب دیتے ہیں، جوتشفی بخش نہیں ہے۔اس لیے تفصیل کے ساتھ مدلل جواب تحریر فرمائیں؟

(**المستفتی**: انجینئر عبیدالرحمٰن، سکریٹری ابوالکلام ریسرچ فاؤنڈیشن، قاضی نگر، پھلواری شریف پٹنہ)

هو الصواب

آپ کے سوالات سے معلوم ہوتا ہے کہ ماشاء اللہ آپ تحقیقی ذوق رکھتے ہیں، اس لیے کسی مفتی سے تشفی بخش جواب حاصل کرنے کے بجائے بذات خود توارات، انجیل اور زبور نیز صحف ابراہیم پڑھ کر تحقیق کرلیں، کیوں کہ دارالافتاء سے اسلامی شریعت سے متعلق پوچھے جانے والے مسائل کے احکام بتائے جاتے ہیں، نہ کہ کسی جزوی غیر معمولی بہ امر کی تحقیق کی جاتی ہے۔ اس کے لیے مستقل الگ تحقیقی شعبہ ہوتا ہے۔مذہب وادیان کے شعبوں میں کام کرنے والوں سے مدد لے سکتے ہیں۔فقط

محمد ظفر عالم ندوی۔دارالافتاء ندوۃ العلماء لکھنؤ۔۱۷/۱/۲۰۱۵ء۔الجواب صحیح: نیاز احمد ندوی۔دارالافتاء ندوۃ العلماء لکھنؤ۔ ۱۷/۱/۲۰۱۵ء مطابق ۲۵/۳/۱۴۳۶ھ۔(فتاویٰ از دارالافتاء، ندوۃ العلماء لکھنؤ، سیریل نمبر: ۳۱-۴۰-۳۶)

جواب از دارالافتاء دارالعلوم دیوبند:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے انبیاء کرام جیسے، نوح، ابراہیم علیہم السلام وغیرہم کے زمانہ میں نیز تورات، زبور، انجیل وغیرہ میں نماز کی کیا شکل تھی؟ اس کی تفصیل تلاش کرنے کے باوجود مل نہ سکی۔البتہ علمانے یہ ذکر کیا ہے کہ تمام انبیا کے زمانے میں نماز فی نفسہ مشروع تھی۔

ولم تخل عنها شريعة مرسل. (طحطاوی علی مراقی الفلاح: ۱۷۱، ط: اشرفية)

اور بعض کتب فقہ میں یہ بھی مذکور ہے کہ ہمارے نبی سے پہلے صرف دونمازیں تھیں، فجر اور عصر۔

وكانت قبله صلاتين قبل طلوع الشمس وقبل غروبها. (الدر المختار مع رد المحتار: ۲/۴، ط: زكريا)

مزید یہ کہ علامہ طحطاوی رحمہ اللہ نے امام طحاوی علیہ الرحمۃ کے حوالے سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ==

== کا اثر نقل کیا ہے کہ جب حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ قبول کی گئی تو انہوں نے دو رکعت نماز پڑھی اور وہ وقت فجر کا تھا تو اسی سے فجر کی دو رکعت مشروع ہوئی اور حضرت اسحاق علیہ السلام نے اللہ کے کسی احسان کے شکرانے میں چار رکعات نماز پڑھی تھی اور ظہر کا وقت تھا، اسی سے ظہر کی چار رکعات مشروع ہوئی، اس طرح حضرت عزیز علیہ السلام سو سال مردے کی حالت میں رہنے کے بعد دوبارہ زندہ ہوگئے تو انہوں نے چار رکعات نماز پڑھی تھی اور یہ عصر کا وقت تھا، اس سے عصر کی چار رکعات مشروع ہوئی اور جب داؤد علیہ السلام نے خلاف اولی کام کرلیا تھا تو مغرب کے وقت ان کی مغفرت ہوئی، اس وقت انہوں نے چار رکعات کی نیت سے نماز شروع کی تھی، لیکن شدت بکاء کی وجہ سے تھکے ہوئے تھے، اس لیے تیسری ہی رکعت میں سلام پھیر دئے تو اسی سے مغرب کی تین رکعات مشروع ہوئی اور عشا کی نماز سب سے پہلے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھی۔(طحطاوی علی المراقی: ۱۷۱، ط: اشرفیہ)

از محمد اسد اللہ غفرلہ، معین مفتی۔۱۹/۳/۱۴۳۶ھ۔الجواب صحیح: حبیب الرحمٰن عفا اللہ عنہ، محمود حسن بلند شہری غفرلہ۔مفتیان دارالافتاء دارالعلوم دیوبند۔(فتویٰ از دارالافتاء دارالعلوم دیوبند، U1436/4/sn=186-222Fatwa ID)

نماز سابقہ شریعتوں میں:

مذہب کی طرح نماز کی بھی تاریخ قدیم ہے، تقریباً تمام مذاہب وادیان میں اس کا ثبوت موجود ہے۔حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جب اپنے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو وادی غیر ذی زرع میں آباد کیا تو اس کا مقصد یہ بتایا گیا ﴿رَبَّنَا لِيُقِيمُوا الصَّلَاةَ﴾ (سورۃ ابراہیم: ۳۷) (پروردگار! تاکہ وہ نماز کا اہتمام کریں۔) اس موقع پر دعا بھی فرمائی ﴿رَبِّ اجْعَلْنِي مُقِيمَ الصَّلَاةِ وَمِنْ ذُرِّيَّتِي﴾ (سورۃ ابراہیم: ۴۰) (پروردگار! مجھے اور میری اولاد کو نماز کا اہتمام کرنے والا بنا دے۔) حضرت اسماعیل علیہ السلام کے بارے میں ہے ﴿كَانَ يَأْمُرُ أَهْلَهُ بِالصَّلَاةِ﴾ (سورۃ مریم: ۵۵) (وہ اپنے گھر والوں کو نماز کی تلقین کرتے تھے۔) حضرت شعیب علیہ السلام کو ان کی قوم نے طعنہ دیتے ہوئے کہا ﴿أَصَلَوٰتُكَ تَأْمُرُكَ أَنْ نَتْرُكَ مَا يَعْبُدُ آبَاؤُنَا﴾ (سورۃ ھود: ۸۷) (کیا تمہاری نماز تمہیں سکھاتی ہے کہ ہم اپنے باپ دادا کے معبودوں کو چھوڑ دیں۔) حضرت اسحاق وحضرت یعقوب علیہما السلام کی نسل کے انبیا ورسل کے بارے میں ہے ﴿وَأَوْحَيْنَا إِلَيْهِمْ فِعْلَ الْخَيْرَاتِ وَإِقَامَ الصَّلَاةِ﴾ (سورۃ الانبیاء: ۷۳) (ہم نے ان کو بھلائی کے کام کرنے اور نماز کا اہتمام کرنے کی وحی کی۔) حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نبوت دیئے جانے کے بعد حکم ہوا ﴿أَقِمِ الصَّلَاةَ لِذِكْرِي﴾ (سورۃ طٰہٰ: ۱۴) (میری یاد کے لیے نماز کا اہتمام رکھو۔) حضرت زکریا علیہ السلام کے بارے میں ارشاد خداوندی ہے ﴿هُوَ قَائِمٌ يُصَلِّي فِي الْمِحْرَابِ﴾ (سورۃ آل عمران: ۳۹) (وہ محراب میں کھڑے نماز پڑھ رہے تھے۔) حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے متعلق فرمایا ﴿وَأَوْصَانِي بِالصَّلَاةِ﴾ (سورۃ مریم: ۳۱) (اور اللہ نے مجھے نماز قائم کرنے کا حکم دیا ہے۔) لقمان حکیم نے اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے کہا کہ ﴿يَا بُنَيَّ أَقِمِ الصَّلَاةَ﴾ (سورۃ لقمان: ۱۷) (بیٹے نماز کا اہتمام کرو۔) بنی اسرائیل کے ساتھ اللہ کا وعدہ تھا ﴿إِنِّي مَعَكُمْ لَئِنْ أَقَمْتُمُ الصَّلَاةَ﴾ (سورۃ المائدۃ: ۱۲) (میں تمہارے ساتھ ہوں اگر تم نماز پر قائم رہوگے۔)

یہود ونصاریٰ کی نماز کا ذکر بائبل میں بھی جگہ جگہ ہوا ہے اور جس طرح قرآن نے بعض مقامات پر نماز کو اللہ کا نام لینے، قرآن پڑھنے، دعا کرنے، تسبیح کرنے اور رکوع وسجود کرنے سے تعبیر کیا ہے اسی طرح بائبل میں بھی نماز کو اس کے ارکان سے تعبیر کیا گیا ہے۔ ==

== پیدائش میں ہے:

اور وہاں سے کوچ کر کے (ابراہیم) اس پہاڑ کی طرف گیا جو بیت ایل کے مشرق میں ہے اور اپنا ڈیرا ایسے لگایا کہ بیت ایل مغرب میں، عی مشرق میں پڑا، اور اس نے خداوند کے لیے ایک قربان گاہ بنائی اور خدا کا نام لیا۔ (۸:۱۲)

تب ابراہیم سجدہ ریز ہو گیا اور خدا نے اس سے ہم کلام ہو کر فرمایا۔ (۳:۱۷)

سو وہ مرد وہاں سے مڑے، اور سدوم کی طرف چلے، پر ابراہیم خداوند کے حضور کھڑا ہی رہا۔ (۲۲:۱۸)

تب ابراہیم نے اپنے جوانوں سے کہا کہ تم یہیں گدھے کے پاس ٹھہرو، میں اور یہ لڑکا دونوں ذرا وہاں تک جاتے ہیں اور سجدہ کر کے پھر تمہارے پاس لوٹ آئیں گے۔ (۵:۲۲)

اور (اسحاق) نے وہاں قربان گاہ بنائی اور خدا کا نام لیا۔ (۲۵:۲۶)

متی میں ہے:

اور لوگوں کو رخصت کر کے (یسوع) تنہا نماز پڑھنے کے لیے پہاڑ پر چڑھ گیا اور جب شام ہوئی تو وہاں اکیلا تھا۔ (۲۳:۱۴)

اس وقت یسوع ان کے ساتھ گتسمنی نام کی ایک جگہ میں آیا اور اپنے شاگردوں سے کہا: یہیں بیٹھے رہنا جب تک کہ میں وہاں جا کر نماز پڑھ لوں۔ (۳۶:۲۶)

پھر ذرا آگے بڑھا اور سجدہ ریز ہوا اور نماز پڑھتے ہوئے، یوں دعا کی کہ! اے میرے باپ اگر ہو سکے تو یہ پیالہ مجھ سے ٹل جائے۔ (۳۹:۲۶)

زبور میں ہے:

اے خداوند! تو صبح کو میری آواز سنے گا میں سویرے ہی تیرے حضور میں نماز کے بعد انتظار کروں گا۔ (۵:۳)

لیکن میں تیری شفقت کی کثرت سے تیرے گھر میں آؤں گا، میں تیرا رعب مان کر تیری مقدس ہیکل کی طرف رخ کر کے سجدہ کروں گا۔ (۵:۷)

پر میں تو خداوند کو پکاروں گا اور خداوند مجھے بچالے گا۔ صبح و شام اور دوپہر کو میں فریاد کروں گا اور نالہ کروں گا اور میری آواز سن لے گا۔ (۵۵:۱۶-۱۷) (اقتباس از تحریر جاوید احمد غامدی، اشاعت: ۲۸/اگست ۲۰۰۹ء، المورد)

عن عبيد الله بن محمد عن عائشة: إن آدم عليه السلام لماتيب عليه عندالفجر، صلى ركعتين فصارت الصبح، وفدى اسحاق عندالظهر فصلى ابراهيم عليه السلام أربعاً، فصارت الظهر، وبعث عزير فقيل له كم لبثت؟ فقال: يوماً، فرأى الشمس فقال: أوبعض يوم، فصلى أربع ركعات فصارت العصر، وقدقيل غفر لعزير عليه السلام وغفر لداؤد عليه السلام عندالمغرب فصلى أربع ركعات فجهد فجلس في الثالثة، فصارت المغرب ثلاثاً، وأول من صلى العشاء الآخرة بنبينا صلى الله عليه وسلم. (شرح معاني الآثار، باب الصلاة الوسطى أى الصلوات (ح: ١٠٤٦)

مذکورہ بالا تفصیلات سے معلوم ہوتا ہے کہ سابقہ شریعتوں میں نماز کا تصور موجود تھا، انبیاء کرام نماز پڑھا کرتے تھے، ساتھ ہی وہ مشہور حدیث جس میں حضرت جبرئیل علیہ السلام نے پانچوں وقتوں میں نماز کی امامت کرنے کے بعد فرمایا ’’**يا محمد هذا وقت الأنبياء من قبلك والوقت فيما بين هذين الوقتين.**‘‘ (سنن الترمذى، باب ماجاء مواقيت الصلوة عن النبى صلى الله عليه وسلم، أبواب الصلوة (ح: ١٤٩)/سنن أبى داؤد، باب المواقيت (ح: ٣٩٣) سے معلوم ہوتا ہے کہ سابقہ شریعتوں میں بھی نماز وقتوں کے ساتھ موقت تھی۔ ==

نماز کی ہیئتِ ترکیبیہ ایسی کیوں ہے:

سوال: جس وقت نماز ادا کی جاتی ہے، تو نماز کا یہی طریقہ کیوں لیا ہے کہ رکوع میں جاؤ، سجدہ میں جاؤ۔ اگر عبادت ہی کرنی ہے، تو ایک جگہ بیٹھ کر کیوں نہیں کر سکتے؟

الجواب ــــــــــــــــــــ حامدًا و مصلیاً

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ''جس طرح مجھے نماز پڑھتا دیکھو، اسی طرح نماز پڑھا کرو''۔(۱) نماز کے ارکان، قیام، رکوع، سجود، قراءت سب ہی قرآن پاک میں مذکور ہیں اور ان کا تفصیلی طریقہ خود آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عمل کر کے سکھا دیا ہے۔(۲)

قرآن پاک پر ایمان لے آنے اور اطاعتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قبول کر لینے کے بعد ''کیوں'' کا سوال ہی ختم ہو جاتا ہے۔ ویسے ہر ہر چیز میں حکمتیں بہت ہیں، مگر ایمان کو قوی کرنے کے لئے ہیں، تعمیل ارشادان پر موقوف نہیں۔(۳) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ، دار العلوم دیوبند۔ ۱۳۸۹/۱۱/۵ھ۔

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ دار العلوم دیوبند۔ ۱۳۸۹/۱۱/۵ھ۔ (فتاویٰ محمودیہ: ۳۰۴/۵-۳۰۵)

== ''هذا وقت الأنبياء من قبلک والوقت فيما بين هذين الوقتين'' کی شرح کرتے ہوئے علامہ عینیؒ لکھتے ہیں:

هذا يدل على أن الأنبياء عليهم السلام كانوا يصلون فى هذه الأوقات، ولكن لايلزم قد صلى كل منهم فى جميع هذه الأوقات والمعنى: إن صلاتهم كانت فى هذه الأوقات. (شرح سنن أبى داؤد للعينى، باب المواقيت، ح: ۳۹۳) انیس)

(۱) حدثنا مالک قال: أتينا النبى صلى اللّٰه تعالىٰ عليه وسلم فقال: ''ارجعوا إلىٰ أهليكم، فأقيموا فيهم، وعلّموهم ... وصلوا كما رأيتمونى أصلى''، الخ. (صحيح البخارى، كتاب الأذان، باب الأذان للمسافر إذا كانوا اجماعة: ۸۸/۱، قديمى)

(۲) عن أبى هريرة رضى اللّٰه تعالىٰ عنه. أن النبى صلى اللّٰه تعالىٰ عليه وسلم دخل المسجد، فدخل رجل فصلى، ثم جاء فسلم على النبى صلى اللّٰه تعالىٰ عليه وسلم، فردّ عليه النبى صلى اللّٰه تعالىٰ عليه وسلم، فقال: ''ارجع، فصل فإنک لم تصل''... فقال: والذى بعثک بالحق ما أُحسِن غيره، فعلّمنى، فقال: '' إذا قمت إلى الصلاة فكبر، ثم اقرأ ما تيسر معک من القرآن، ثم اركع حتى تطمئن راكعاً، ثم ارفع حتى تعدل قائماً، ثم اسجد حتى تطمئن ساجدًا ، ثم ارفع حتى تطمئن جالسًا، ثم اسجد حتى تطمئن ساجدًا، ثم افعل ذلک فى صلاتک كلها''. (صحيح البخارى، كتاب الأذان، باب أمر النبى صلى اللّٰه تعالىٰ عليه وسلم الذى لايتم ركوعه بالإعادة: ۱۰۹/۱، قديمى)

(۳) قال اللّٰه تعالىٰ: ﴿ وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ إِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ أَمْرًا أَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ أَمْرِهِمْ ﴾۔ (سورة الأحزاب: ۳۶) وقال اللّٰه تعالىٰ: ﴿ إِنَّ اللّٰهَ لَا يَسْتَحْيِ أَنْ يَّضْرِبَ مَثَلًا مَّا بَعُوْضَةً، فَمَا فَوْقَهَا، فَأَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا، فَيَعْلَمُوْنَ أَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ ﴾. (سورة البقرة: ۲۶)

(''ونحن نعلم أن الشئ قد لايكون مرادًا ويؤمر به، وقد يكون مرادًا وينهىٰ عنه لحكم ومصالح يحيط بها علم اللّٰه تعالىٰ، أو لأنه لايسئل عما يفعل''. (شرح العقائد: ٦٤، دهلى)

تعداد رکعات کا تعین احادیث سے ثابت ہے:

سوال: کیا فرض نماز کی رکعتوں کا تعین قرآن پاک نے کیا ہے؟

الجواب ـــــــــــــــــ وباللہ التوفیق

نماز کی رکعتوں کی تعداد احادیث سے ثابت ہے۔(۱)

اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم وعمل کی پیروی کرنے کی تاکید قرآن شریف کی متعدد آیتوں سے ثابت ہے۔ اس لئے مقررہ تعداد رکعات جو احادیث سے ثابت ہیں، انہیں کے مطابق نماز پڑھنے سے نماز فرض ادا ہوگی۔ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال بھی وحی کی قسموں میں سے ایک قسم ہیں۔ جیسا کہ قرآن شریف میں ہے:

﴿وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى، اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ يُّوْحٰى﴾(سورة النجم:٣-٤)

اور مسلمان اس کے مکلّف نہیں ہیں کہ وہ قرآن شریف کے الفاظ پر غور کر کے جو کچھ سمجھ میں آئے، صرف اسی پر عمل کریں، بلکہ معلم کتاب یعنی رسول خدا کی تشریح وتعلیم پر عمل کرنا ان پر فرض ہے اور یہی قرآن شریف کا حکم ہے:

﴿ أَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ﴾(سورة النساء:٥٩)

﴿ وَمَا اٰتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ﴾(سورة الحشر:٧)

﴿ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِىْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ ﴾(سورة الأحزاب:٢١)

اس مفہوم کی آیتیں قرآن میں بہت ہیں۔

نیز آپ کا فیصلہ وحکم مسلمانوں کو کس طرح پر قبول وتسلیم کر لینا چاہئے۔ اس کے متعلق فرمایا گیا ہے:

﴿ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِىْ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا﴾(سورة النساء:٦٥) **فقط واللّٰہ تعالیٰ أعلم**

محمد عباس-۱۴/۸/۱۳۵۸ھ۔(فتاویٰ امارت شرعیہ:۲/۳۱۷-۳۱۸)

(۱) ”وأما عدد ركعات هذه الصلوات فالمصلى لايخلو إما أن يكون مقيماً وإما أن يكون مسافرًا فإن كان مقيماً فعدد ركعتها سبعة عشر: ركعتان وأربع، وأربع، وثلاث، وأربع، عرفنا ذلك بفعل النبى صلى اللّٰه عليه وسلم، وقوله: ”صلوا كمار أيتمونى أصلى“، وهذا لأنه ليس فى كتاب اللّٰه عدد ركعات هذه الصلوات فكانت نصوص الكتاب العزيز مجملة فى حق المقدار ثم زال الإجمال ببيان النبى صلى اللّٰه عليه وسلم قولا وفعلا، كما فى نصوص الزكاة والعشر والحج وغير ذلك“. (بدائع الصنائع: ١/٢٨٢-٢٨٣)

پہلے مغرب میں تین اور باقی چار اوقات میں دو دو رکعتیں فرض تھیں، بعد میں ظہر، عصر، عشا میں چار چار رکعتیں فرض ہوئیں اور مغرب وفجر میں وہی رہیں۔ (مراقی الفلاح شرح نور الایضاح:۹۲)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت ہے: ” فرضت الصلوٰة ركعتين ثم هاجر النبى صلى اللّٰه تعالىٰ عليه وسلم ففرضت أربعاً و ترک صلاة السفر على الأول“. (أحمد وبخارى)

نماز دو رکعت فرض کی گئی، پھر اللہ کے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہجرت کی، تو چار رکعت فرض ہوئی اور سفر کی نماز پہلے جیسی رہی۔

(طہارت اور نماز کے تفصیلی مسائل:۱۵۳-۱۵۴، انیس)

آدمی پر نماز کب فرض ہوتی ہے:

سوال: آدمی پر نماز کب فرض ہوتی ہے؟

الجواب ـــــــــــــــــــ

لڑکی اور لڑکے پر نماز، بلوغ سے واجب ہوتی ہے، بلوغ کی پہچان احتلام ہوتا ہے، یا بیوی کو حاملہ کر دینا اور اگر یہ دونوں چیزیں نہ معلوم ہوں، تو پندرہ برس کی عمر کا اعتبار ہوگا، اور عورت میں بلوغ کی علامت حیض کا آنا، یا احتلام کا ہونا، یا حاملہ ہو جانا ہے، اور اگر یہ چیزیں نہ ہوں، تو پندرہ برس پورے ہو جانے کافی ہوں گے۔ اسی وقت سے تمام احکام شرعیہ، لڑکی اور لڑکے پر واجب ہو جاتے ہیں۔(۱)

(مکتوبات: ۲۲/۴)(فتاویٰ شیخ الاسلام: ۲۴)

علامت بلوغت نہ ظاہر ہونے پر پندرہ سال کے لڑکے، لڑکی پر نماز فرض ہے:

سوال: یہ بات تفصیل سے بتایئے کہ نماز کب فرض ہوتی ہے؟ بہت سے حضرات کہتے ہیں کہ اس وقت نماز فرض ہوتی ہے، جب احتلام ہوتا ہے، اس سے پہلے نماز فرض نہیں ہوتی۔

الجواب ـــــــــــــــــــ

نماز بالغ پر فرض ہوتی ہے، اگر بالغ ہونے کی علامتیں ظاہر ہو جائیں، تو نماز اسی وقت فرض ہوتی ہے اور اگر کوئی علامت ظاہر نہ ہو، تو لڑکا، لڑکی پندرہ سال کی عمر پوری ہونے پر بالغ سمجھے جائیں گے اور جس دن سولہویں سال میں قدم رکھیں گے، اس دن سے ان پر نماز فرض ہوگی۔(۲)(آپ کے مسائل اور ان کا حل: ۱۸۲/۳)

(۱-۲) (بلوغ الغلام بالاحتلام و الإحبال و الإنزال و الجارية بالاحتلام و الحيض و الحبل فإن لم يوجد فيهما)شيء (فحتى يتم لكل منهما خمس عشرة سنة،به يفتیٰ) لقصر أهل زماننا.(تنوير الأبصار متن الدر المختار مع رد المحتار، كتاب الحجر ،فصل بلوغ الغلام، الخ: ۱۵۳/۶)

سيجيء في كتاب الحجر أن الفتویٰ على أن سن البلوغ في الصغير و الصغيرة خمس عشرة سنة.(درر الحكام شرح غرر الحكام،موجبات الغسل: ۲۰/۱ .انيس)

جس کو نماز کا صرف اتنا وقت ملے کہ صرف تکبیرۂ تحریمہ کہہ سکے، اس پر نماز فرض ہو جاتی ہے، مثلاً کوئی اسلام لایا، یا بچہ بالغ ہوا، یا پاگل اچھا ہوا، یا عورت کا حیض و نفاس رکا، اور یہ سب کسی نماز کے ایسے وقت میں ہوا کہ صرف تکبیر تحریمہ کہنے کے بعد وقت نکل جائے گا، تو ان لوگوں پر اس وقت کی نماز فرض ہو جائے گی اور وہ اس کی قضا پڑھیں، ورنہ چھوڑنے کا گناہ ہوگا۔

اور اگر کسی نماز کا صرف اتنا وقت باقی تھا کہ تکبیر تحریمہ کہہ سکے اور پاگل ہو گیا، یا حیض و نفاس جاری ہو گیا، اور اس وقت کی نماز نہیں پڑھی تھی، تو ایسے لوگوں پر اس وقت کی نماز فرض نہ ہوگی اور وہ اس کی قضا نہ پڑھیں گے۔(عالمگیری: ۵۰/۱)

چور وغیرہ کا خطرہ ہو، تو اس وقت نماز کو مؤخر کرنے اور بعد میں پڑھنے کی اجازت ہے۔(عالمگیری، کتاب الصلاۃ: ۵۰/۱)

(طہارت اور نماز کے تفصیلی مسائل: ۱۵۴-۱۵۵، انیس)

سات سال، دس سال کی عمر میں اگر نماز چھوٹ جائے، تو کیا قضا کروائی جائے:

سوال: میں نے پڑھا ہے کہ سات سال کی عمر میں نماز فرض ہو جاتی ہے اور دس سال میں اگر بچہ نماز نہ پڑھے، تو اسے مارنا چاہیے، جب کہ میرے شوہر کا کہنا ہے کہ: 'نماز بالغ ہونے پر فرض ہے، سات سال کا اس لیے حکم ہے کہ بچہ یا بچی نماز پڑھنا سیکھ جائے اور آہستہ آہستہ اس کی عادت ہو جائے، ایسی صورت میں اگر کسی وقت کی نماز چھوٹ جائے، تو اس کی قضا نہیں ہوگی اور اگر کبھی تھکن یا نیند کی وجہ سے نماز رہ جائے، تو گناہ نہ ہوگا، نماز کی قضا بالغ ہونے کے بعد فرض ہونے پر ہے''۔ کیا میرے شوہر کا خیال درست ہے؟

الجواب

آپ کے شوہر کا خیال صحیح ہے کہ نماز بالغ ہونے پر فرض ہوتی ہے۔ نابالغ پر نماز فرض نہیں، لیکن حدیث شریف میں حکم ہے کہ جب بچے دس سال کے ہو جائیں، تو ان کو نماز نہ پڑھنے پر مارو۔(۱) (اور یہ مارنا ہاتھ سے ہونا چاہیے، لکڑی سے نہیں، اور تین سے زیادہ نہ مارا جائے)

اس لیے اگر ان کو عادی بنانے کے لیے ان سے نماز قضا کرائی جائے، تو صحیح ہے۔(۲) (آپ کے مسائل اور ان کا حل: ۱۹۶/۳)

سن بلوغت یاد نہ ہونے پر قضا نماز، روزہ کب سے شروع کرے:

سوال: اکثر کتابوں میں پڑھا ہے کہ نماز بالغ ہونے پر فرض ہو جاتی ہے اور لڑکا، لڑکی کے بالغ ہونے کی عمر مختلف کتابوں میں مختلف لکھی ہے۔ یعنی کہیں بارہ سال ہے اور کہیں تیرہ، چودہ سال اور کہیں پندرہ سال ہے۔ میں نے چودہ یا پندرہ سال کی عمر میں نماز پڑھنی شروع کی، آپ یہ فرمائیں کہ مجھے کتنی عمر کی نمازیں قضا پڑھنی چاہئیں؟ مجھے نہیں یاد کہ میں بالغ کس عمر میں ہوا تھا؟

---

(۱) بچے، بچیاں سات سال کی ہو جائیں، تو ان کے ولی باپ، دادا وغیرہ پر واجب ہے کہ انہیں نماز پڑھنے کا حکم دیں اور جب دس سال کے ہو جائیں اور نماز چھوڑ دیں، تو ان کو مار کر پڑھائیں، تمام شرعی احکام مثلاً روزہ وغیرہ میں بچے، بچیوں کا یہی حکم ہے۔(درمختار مع شامی: ۲۳۵/۱، حدیث ابوداؤد) (مشکوٰۃ) جو ولی اپنے فریضہ کو پورا نہ کرے، وہ سخت گنہ گار اور خدا کے نزدیک جوابدہ ہے۔

(طہارت اور نماز کے تفصیلی مسائل، ص: ۱۵۴، انیس)

(۲) وهى فرض عين علٰى كل مكلف ... وإن وجب ضرب ابن عشر عليها بيد لا بخشبة لحديث:" مروا أولادكم بالصلاة وهم أبناء سبع واضربوهم عليها وهم أبناء عشر". (قوله بيد) أى ولايجاوز الثلاث. (رد المحتار على الدر المختار، ج: ۱، ص: ۳۵۲)

والحديث المذكور رواه أبو داؤد فى سننه (ح: ٤٩٥) وذكره العقيلى فى الضعفاء: ١٦٧/٢-١٦٨، وقال أحد رواته "سوار بن حمزة" لايتابع عليه بهذا الإسناد وصححه الألبانى فى الإرواء (٢٤٧) (جمع الفوائد بتحقيق سليمان بن دريغ العازمى، ص: ١٥٥) وروى الإمام الترمذى فى سننه بلفظ:"علموا الصبى الصلوٰة ابن سبع سنين واضربوه عليها ابن عشر"، وقال حديث حسن صحيح (ح: ٤٠٧). انيس

الجواب ـــــــــــــــــــــــــــــــــــــــ

لڑکے اور لڑکی کا بالغ ہونا علامات سے بھی ہوسکتا ہے، (مثلاً: لڑکے کو احتلام ہوجائے، یا لڑکی کو حیض آجائے وغیرہ) اگر پندرہ سال سے پہلے بالغ ہونے کی علامتیں ظاہر ہوجائیں، تو ان پر بالغوں کے احکام جاری ہوں گے اور اگر کوئی علامت ظاہر نہ ہو، تو پندرہ برس کی عمر پورا ہونے پر ان کو بالغ شمار کیا جائے گا اور ان پر نماز، روزہ وغیرہ فرائض لازم ہوجائیں گے۔(۱)

اگر کسی نے بالغ ہونے کے بعد بھی نماز، روزہ میں کوتاہی کی، اب وہ توبہ کرکے نماز، روزہ قضا کرنا چاہتا ہے اور اسے یہ یاد نہیں کہ وہ کب بالغ ہوا تھا؟ تو لڑکے کے لیے حکم یہ ہے کہ تیرہویں سال کے شروع ہونے سے نماز، روزہ قضا کرے، کیوں کہ بارہ سال کا لڑکا بالغ ہوسکتا ہے، اور لڑکی کے لیے حکم یہ ہے کہ وہ نو برس پورے ہونے اور دسویں سال کے شروع ہونے سے نماز، روزہ قضا کرے، کیوں کہ نو برس کی لڑکی بالغ ہوسکتی ہے۔(۲) (آپ کے مسائل اور ان کا حل:۱۸۲/۳)

نابالغ پر نماز فرض نہ ہونے کے باوجود سختی کا حکم کیوں ہے:

سوال: قرآن پاک میں حکم ہے کہ ہر ''بالغ'' مردوعورت پر پانچ وقت کی نماز فرض کی گئی ہے۔ مگر احادیث پاک میں بچوں کو سات سال سے نماز کی تاکید اور دس اور بارہ سال کی عمر میں نماز نہ ادا کرنے کی صورت میں سزا بھی تجویز کی گئی ہے۔ میرا سوال یہ ہے کہ جب نماز فرض ہی نہیں ہوئی ہے، پھر سختی اور سزا کا جواز کس طرح پیدا ہوتا ہے؟

الجواب ـــــــــــــــــــــــــــــــــــــــ

آپ کا کہنا صحیح ہے کہ نابالغ پر نماز فرض نہیں، لیکن یہ سمجھنا صحیح نہیں کہ جو چیز فرض نہ ہو، اس پر سختی نہ کی جائے، والدین بچوں کو بہت سی ایسی باتوں پر مارتے ہیں جو فرض وواجب نہیں، پھر نابالغ پر تو نماز فرض نہیں، مگر ان کو نماز کا عادی بنانے کے لیے والدین کے ذمہ یہ فرض ہے کہ ان کو نماز پڑھائیں اور بقدر تحمل سختی بھی کریں۔

اس لیے والدین کے ذمہ اپنے فرض کی تعمیل لازم ہے، وجہ یہ ہے کہ اگر بالغ ہونے تک ان کو نماز کا اور دیگر فرائض کا عادی نہ بنایا جائے، تو وہ بالغ ہونے کے بعد بھی پابندی نہیں کریں گے۔ اس لیے حکم دیا گیا ہے کہ بالغ ہونے سے پہلے ان کو نماز کا عادی بناؤ۔(۳) (آپ کے مسائل اور ان کا حل:۱۹۵/۳-۱۹۶)

---

(۱) (بلوغ الغلام بالاحتلام والإحبال والإنزال) ... (فإن لم يوجد فيهما)شيء(فحتى يتم لكل منهما خمس عشرة سنة،به يفتىٰ)لقصر أعمار أهل زماننا.(الدر المختار مع ردالمحتار، كتاب الحجر، ج:٦،ص:١٥٣،فصل بلوغ الغلام بالاحتلام)

(۲) وأدنى مدته له اثنتا عشرة سنة ولها تسع سنين)هو المختار.(الدر المختار مع ردالمحتار، كتاب الحجر،فصل بلوغ الغلام بالاحتلام:١٥٤/٦)

(۳) هي فرض عين علىٰ كل مكلف ... وإن وجب ضرب ابن عشر عليها بيد لا بخشبة،لحديث:"مروا أولادكم بالصلاة وهم أبناء سبع واضربوهم عليها وهم أبناء عشر".(الدر المختار مع ردالمحتار، كتاب الصلاة: ٣٥٢/١)
والحديث أخرجه أبو داؤد في سننه (ح:٤٩٥)انيس

کیا مجذوب مکلّف ہے:

سوال: زید کہتا ہے کہ مجذوب پر نماز وروزہ معاف ہے اور عمر کہتا ہے کہ نہیں، کس کی بات صحیح ہے؟

الجواب ــــــــــــــــ حامدًا و مصلیاً

اگر وہ روزہ، نماز کی فرضیت کو سمجھتا ہے اوراس کے ادا کرنے کا ہوش رکھتا ہے، تو اس سے معاف نہیں، اوراگر نہ فرضیت کو سمجھتا ہے اور نہ ہوش رکھتا ہے، تو وہ مکلّف نہیں ہے۔(۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ۔ دارالعلوم دیوبند۔ ۱۶/۵/۱۳۹۰ھ۔ (فتاویٰ محمودیہ:۵/۳۱۳)

ہر طبقہ کے مسلمانوں کے لئے نماز کی پابندی کی کیا صورت ہے:

سوال: ہر طبقہ کے مسلمان، نماز کے کیوں کر پابند ہو سکتے ہیں؟

الجواب ــــــــــــــــ

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿ وَإِنَّهَا لَكَبِيرَةٌ إِلَّا عَلَى الْخَاشِعِينَ، الَّذِينَ يَظُنُّونَ أَنَّهُم مُّلَاقُوا رَبِّهِمْ وَأَنَّهُمْ إِلَيْهِ رَاجِعُونَ ﴾. (۲)

ترجمہ: ''اور بے شک نماز بھاری ہے، مگر ان لوگوں پر جو فروتنی اور عاجزی کرنیوالے ہیں، جن کو یقین ہے کہ ان کو اللہ کے پاس جانا ہے اور اسی کی طرف لوٹنا ہے''۔

پس معلوم ہوا کہ اولاً خوفِ الٰہی اور خوف قیامت واحوالِ قیامت اور پیشی بارگاہِ الٰہی کا خیال دل میں پیدا کرے اور ان میں فکر کرے اور پھر وہ بشارت اور ثواب جو احادیث میں نماز پڑھنے والوں کے لئے وارد ہیں، دیکھے اور سنے اور فضائل نماز کو پیش نظر کرے، تو اس طریق سے امید ہے کہ اس کو نماز کا شوق ہوگا اور جب اس پر غور کرے گا کہ'' **أحب الأعمال إلى الله أدومها**''. (۳) یعنی پسندیدہ تر عمل اللہ کے نزدیک وہ ہے، جس پر دوام اور مواظبت ہو۔

---

(۱) ''(هی فرض عين علٰی كل مكلف)''. (الدرالمختار) '' ثم المكلف هو المسلم البالغ العاقل ولو أنثٰی أو عبدًا. (ردالمحتار، كتاب الصلاة: ۱/۳۵۱-۳۵۲، سعيد)

''وفی أصول البستی: أنه لايكلف بأدائها كالصبی العاقل، إلا أنه إن زال العته توجه عليه الخطاب بالأداء حالاً، وبقضاء مامضٰی بلا حرج، فقد صرح بأنه يقضی القليل دون الكثير وإن لم يكن مخاطباً فيما قبل كالنائم والمغمی عليه دون الصبی إذا بلغ، وهو أقرب إلی التحقيق، كذا فی شرح المغنی للهندی إسمٰعيل ملخصاً''. (رد المحتار، كتاب الزكوٰة، مطلب فی أحكام المعتوه: ۲/۲۵۸، سعيد)

(۲) سورة البقرة: ركوع: ۵، الآية: ۴۵. انيس

(۳) الصحيح لمسلم (۷۸۳) / الصحيح للبخاری (ح: ۶۴۶۱) / سنن أبی داؤد (ح: ۱۳۶۸) / سنن النسائی (ح: ۷۶۲): ۲/۶۸-۶۹ / مسند اسحاق بن راهويه (ح: ۶۲۶) / مسند أحمد (ح: ۲۵۳۱۷) / الزهد والرقائق لابن المبارك، باب فضل ذكر الله (ح: ۱۳۲۹) / شرح السنة للبغوی، باب المداومة علی العمل (ح: ۹۳۷) انيس

اور نیز اس قسم کی احادیث میں غور کرے گا۔

قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم: ’’أرأیتم لو أن نهرًا بباب أحدکم یغتسل فیه کل یوم خمساً هل یبقی من درنه شيء‘‘، قالوا: لایبقی من درنه شيء، قال: ’’فذلک مثل الصلوات الخمس یمحو اللّٰه بهن الخطایا‘‘. (رواه البخاری ومسلم)(۱)

حاصل اس کا یہ ہے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے دریافت فرمایا کہ ’’اگر کسی کے دروازہ کے آگے ایک نہر ہو کہ دن رات میں پانچ دفعہ اس میں غسل کرے، تو کیا اس کے بدن پر کچھ میل باقی رہے گا‘‘؟ صحابہ نے عرض کیا کہ نہیں باقی رہے گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ’’یہی مثال پانچوں نمازوں کی ہے، کہ ان کی وجہ سے گناہوں سے پاک وصاف ہو جاتا ہے‘‘۔

تو وہ شخص پکّا نمازی ہو جاویگا اور وقتاً فوقتاً مسائل نماز کی تحقیق اور جستجو میں رہے گا اور بحکم ’’ **من جدّ وجد** ‘‘۔(۲) ضروری ہے کہ وہ اپنی کوشش میں کامیاب ہوگا۔ پس ضروری ہوا کہ نماز کی بزرگی اور فضیلت میں جو احادیث وارد ہیں ان کو مشکوٰۃ شریف کی کتاب الصلوٰۃ میں دیکھے، یا کسی سے سنے اور اگر وہ شخص عربی نہیں سمجھتا تو مظاہر حق ترجمہ مشکوٰۃ شریف کو دیکھتا رہے۔

الغرض ہر طبقہ کے مسلمانوں کو امید ہے کہ طریقۂ مذکورہ سے نفع ہوگا اور نماز کا شوق ہوگا۔ اور جو لوگ خود اس طریق پر کاربند نہ ہو سکیں، ان کو دوسرے لوگ جو واقف ہیں، یہ باتیں سنائیں اور انذار وبشارت کی آیات واحادیث کا ترجمہ ومطلب سنائیں اور بتلائیں، تو ضرور ہے کہ بحکم ﴿وَذَکِّرْ فَاِنَّ الذِّکْرٰی تَنْفَعُ الْمُؤْمِنِیْنَ﴾ (۳) ان کو یہ نصائح نافع اور ممد ہوں گے، اقامت صلوٰۃ بلکہ اتباع جمیع احکام دینیہ پر۔ فقط والسلام (فتاویٰ دار العلوم دیوبند: ۲/۲۵-۲۶)

دین اور اسلام سے بالکل ناواقف آدمی کی نماز کا حکم:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص جو اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہے، لیکن یہ نہیں جانتا ہے کہ پیغمبر کس کو کہتے ہیں، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا کیا نام ہے اور قرآن مجید آسمانی کتاب ہے اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر نازل ہوئی ہے، جب ایک شخص ان تمام احکام سے ناواقف ہو، تو کیا اس کے لئے نماز پڑھنا درست ہے؟ بینوا توجروا۔ (المستفتی: نامعلوم......۲۳/۴/۱۹۷۴ء)

(۱) الصحیح للبخاری، الصلوات الخمس کفارة (ح: ۵۲۸)/الصحیح لمسلم، باب المشيء إلی الصلاة تمحی به (ح: ٦٦٧)/سنن الترمذی، باب مثل الصلوات الخمس (ح: ۲۸٦۸)/سنن النسائی، فضل الصلوات الخمس (ح: ٤٦۲) انیس

(۲) الآداب الشرعیة والمنح المرعیة للمقدسی: ۱/۲۲۳، طبع عالم الکتاب. انیس

(۳) سورۃ الذاریات: رکوع: ۳، الآیة: ۵۵۔

الجواب ـــــــــــــــــــــــــــ

ایسے برائے نام مسلمانوں کے ساتھ محنت اور مشقت از حد ضروری ہے۔(۱) **ھو الموفق** (فتاویٰ فریدیہ:ص۱۴۱)

کیا بہن بھائیوں کی روزی کمانے والے کے ذمے نماز نہیں:

سوال: ایک صاحب نے کہا کہ اگر بہن بھائیوں کے لیے روزی کے لیے جائے تو نماز فرض نہیں رہتی؟

الجواب ـــــــــــــــــــــــــــ

یہ بات بالکل غلط ہے،(۲) نماز تو عین جہاد کی حالت میں بھی معاف نہیں ہوئی اور شریعت نے اس کا طریقہ بتایا ہے کہ پہلے ایک جماعت نماز ادا کرے اور پھر دوسری جماعت، تاکہ جہاد میں بھی نقصان نہ ہو اور نماز کا فرض ساقط نہ ہو۔ جب جہاد کے لیے نماز معاف نہیں، تو کسی کے لیے روزی کمانے کے لیے کس طرح معاف ہوگی؟ (۳)

(آپ کے مسائل اوران کا حل:۳/۱۹۷)

ملازمین نماز روزہ کی پابندی نہ کریں، تو مالک اس کا ذمہ دار ہے یا نہیں:

سوال: ہوٹل میں نوکر ہوتے ہیں، اگر وہ نماز نہ پڑھیں اور ماہ رمضان المبارک کے روزے نہ رکھیں، تو ہوٹل کے مالک پر اخروی اعتبار سے ذمہ داری ہے یا نہیں؟ ان کی ڈیوٹی عین نماز کے وقت ہوتی ہے، اس وقت نہ نوکر خود نماز کے لئے جائے اور نہ مالک جانے کے لئے کہے، تو مالک ذمہ دار ہوگا یا نہیں؟

---

(۱) قال العلامی فی فصوله:"من فرائض الإسلام تعلم ما یحتاج إلیه العبد فی إقامة دینه وإخلاص عمله للّٰه تعالٰی ومعاشرة عباده وفرض علی کل مکلف ومکلفة بعد تعلمه علم الدین والهدایة تعلم علم الوضوء والغسل والصلاة والصوم،الخ.(مقدمة رد المحتار،قبیل مطلب فی فرض الکفایة والعین : ۳۱/۱)

(وقال الملا علی القاری:(قوله بلغوا عنی ولو آیةً)أی انقلبوا إلی ... الناس وأفیدوهم ما أمکنکم أوما استطعتم مما سمعتموه منی وما أخذتموه عنی من قول أوفعل أوتقریربواسطة أوبغیرواسطة (ولو آیة)أی ولو کان المبلغ آیة.(مرقاة المفاتیح شرح المشکوٰة،کتاب العلم: ۲٦٤/۱)

والحدیث أخرجه الدارمی،فی مقدمته،باب البلاغ عن رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم (ح: ٥٤٢)/وعبد الرزاق فی مصنفه (ح: ۱۹۲۱۰)/والإمام أحمد فی مسنده (ح:٦٨٤٩)انیس

(۲) عن عثمان بن أبی العاص أن وفدثقیف لماقدموا علی رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم أنزلهم المسجد لیکون أرق لقلوبهم فاشترطواعلیه أن لایحشروا ولایعشروا ولایجبوافقال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم لکم أن لایحشروا ولایعشروا ولاخیرفی دین لیس فیه رکوع.(سنن أبی داؤد،کتاب الخراج والإمارةوالفیء،باب ماجاء فی خبرالطائف(ح:٣٠٢٦) قال الخطابی:قوله:لایجبوا،أی لایصلوا.(عون المعبود: ۲٠٦/۱)انیس)

(۳) وإذا اشتد الخوف جعل الإمام الناس طائفتین طائفة إلٰی وجه العدوّوطائفة خلفه،کذا فی القدوری.(الفتاویٰ الهندیة: ١٥٤/۱،الباب العشرون فی صلاة الخوف،کتاب الصلاة)

الجواب ——————

ہوٹل کے اوقات میں اگر نماز کا وقت آ جائے، تو مالک پر ضروری ہے کہ اپنے ملازمین کو نماز کے لئے کہے، اگر وہ اپنے مفاد کی خاطر چشم پوشی کرے گا تو وہ بھی اخروی اعتبار سے ذمہ دار اور جواب دہ ہوگا۔ حدیث میں ہے:

"کلکم راع و کلکم مسئول عن رعیته". (۱)

تم میں سے ہر ایک نگہبان ہے اور ہر ایک سے اس کے ماتحتوں کے متعلق سوال ہوگا۔

لہٰذا مالک ہوٹل پر ضروری ہے کہ اخروی ذمہ داری کو مدنظر رکھے، خود بھی نماز کی پابندی کرے اور اپنے ماتحتوں کو بھی نماز روزہ کی پابندی کی تاکید کرے۔ فقط واللہ اعلم بالصواب (فتاویٰ رحیمیہ: ۳۱۸/۶)

نماز پر تعاون کا ثواب:

سوال: ایک انسان ایک پرائیوٹ نوکری کرتا ہے، نوکری اور ڈیوٹی کا ٹائم ۱۰ر بج کر ۳۰ر منٹ سے شروع ہو کر ۵ر بج کر ۳۰ر منٹ پر ختم ہے، درمیان میں نماز ظہر اور نماز عصر ادا کرتا ہے، لیکن اس نے شرط یہ لگائی ہے کہ اگر نماز کا ٹائم نہیں ملے گا، بندہ نوکری نہیں کرے گا، اب اس کو ٹائم دے دیا گیا، تو کیا اس نماز کا ثواب صرف اس نماز پڑھنے والے کو ہی ملے گا، یا اس کا مالک بھی شریک ہوگا؟

الجواب —————— و باللہ التوفیق

نماز پڑھنے والے کو نماز کا ثواب ملے گا اور نماز پڑھنے کا موقع دینے والے کو نماز پر تعاون کا ثواب ملے گا۔ (ان شاء اللہ تعالیٰ)

قال اللّٰہ تعالیٰ: ﴿وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى﴾ (۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم (دینی مسائل اور ان کا حل: ۱۳۲-۱۳۳)

ثواب کی زیادتی پورے حرم میں ہر عبادت پر ہے:

سوال: مسجد حرام میں فرض نماز پڑھنے کا ثواب کیا مسجد حرام ہی میں ہے، یا حدود حرم کے پورے علاقہ میں کسی اور مقام پر بھی نماز ادا کرنے سے اتنا ہی ثواب ملتا ہے؟ نیز کیا یہ ثواب صرف نماز کے لیے ہے یا تمام عبادات کے لیے بھی؟ بینوا توجروا۔

---

(۱) الصحیح للبخاری، کتاب العتق، باب العبد راع فی مال سیده و نسب النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم المال إلی السید (ح: ۲۴۱۹) / الصحیح لمسلم، کتاب الإمارة، باب فضیلة الإمام العادل... (ح: ۱۸۲۹) / السنن الکبریٰ للبیهقی، کتاب الودیعة، باب ماجاء فی أداء الأمانات (ح: ۱۲۳۳۷) / سنن الترمذی، کتاب الجهاد عن رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم، باب ماجاء فی الإمام (ح: ۱۷۰۵) / سنن أبی داؤد، کتاب الخراج والإمارة والفیء، باب مایلزم الإمام من حق الرعیة (ح: ۲۹۲۸) / مسند الإمام أحمد، مسند المکثرین من الصحابة، مسند عبداللّٰہ بن عمر الخطاب (ح: ۵۱۴۵) انیس

(۲) سورة المائدة: ۶، انیس

الجواب ــــــــــــــــ باسم ملهم الصّواب

ثواب کی یہ زیادتی پورے حرم میں ہے، اور ہر عبادت کے لیے ہے، مگر اس کا یہ مطلب نہیں کہ حرم میں مسجد اور غیر مسجد دونوں جگہ نماز کا ثواب برابر ہے، بلکہ مسجد حرام کی نماز مسجد غیر حرام کی نماز سے لاکھ گنا افضل ہے، اور حرم میں غیر مسجد کی نماز غیر حرم میں غیر مسجد کی نماز سے لاکھ گنا افضل ہے۔

قال فی ردّ المحتار: وقال الشیخ ولی الدین العراقی:" ولایختص التضعیف بالمسجد الذی کان فی زمنه صلّی اللّٰه علیه وسلّم بل یشمل جمیع ما زید فیه، بل المشهور عند أصحابنا أنه یعم جمیع مکة بل جمیع حرمها الذی یحرم صیده کما صححه النووی. (رد المحتار: ۶۱۶/۱)(۱)

ونقل ابن عابدین رحمه اللّٰه تعالٰی عن شفاء الغرام للسید القاضی:"وجاء ت أحادیث تدلّ علٰی تفضیل ثواب الصّوم وغیره من القربات بمکة إلا أنها فی الثبوت لیست کأحادیث الصّلٰوة فیها"، اهـ. (رد المحتار: ۲۰۳/۲)

وقال الرافعی: إن حسنات الحرم کل حسنة بمائة ألف حسنة، کما قال ابن عباس رضی اللّٰه تعالٰی عنهما کما نقله السندی عن الحموی عن ابن العماد. (التحریر المختار: ۸۶/۱)(۲)

۲۶ / رجب ۱۳۹۲ھ۔ (احسن الفتاویٰ: ۳۳/۳-۳۴)

مسجد نبوی میں چالیس نمازوں پر بشارت مقید بتسلسل ہے:

سوال: کیا مردوں کو فضیلت حاصل کرنے کے لیے یہ ضروری ہے کہ چالیس نمازیں مسلسل اور باجماعت مسجد نبوی میں ادا کی جائیں؟ بینوا توجروا۔

الجواب ــــــــــــــــ باسم ملهم الصّواب

عن أنس رفعه: من صلّی فی مسجدی أربعین صلٰوة لا تفوته صلٰوة کتب اللّٰه له براء ة من النار وبراء ة من العذاب وبراء ة من النفاق، لأحمد والأوسط. (جمع الفوائد: ۵۶۴/۱، باب ماجاء فی مسجد الرسول)(۳)

اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ چالیس نمازیں مسلسل اور باجماعت ادا کرنے پر جہنم، عذاب اور نفاق سے برأت کی بشارت ہے، مطلقاً ایک ہزار تک تضعیف اجر کے لیے چالیس نمازوں اور ان میں تسلسل کی قید نہیں۔ فقط واللّٰہ تعالیٰ اعلم

۲۵ / ربیع الآخر ۱۳۹۳ھ۔ (احسن الفتاویٰ: ۳۵/۳)

---

(۱) ردالمحتار، کتاب الصلٰوة، مطلب فی أفضل المساجد: ۶۵۹/۱، دارالفکر بیروت. انیس

(۲) مرقاة المفاتیح شرح مشکاة المصابیح، کتاب الصلٰوة (ح: ۶۹۲): ۵۸۸/۱، دارالفکر بیروت. انیس

(۳) مسند الإمام أحمد، مسند أنس بن مالک رضی اللّٰه عنه (ح: ۱۲۱۷۳)/المعجم الأوسط، باب المیم، من اسمه محمد: ۳۲۵/٤. انیس

مسجد نبوی میں چالیس نمازوں پر بشارت صرف مردوں کے لیے ہے:

سوال: حدیث میں مسجد نبوی میں جو چالیس نمازیں پڑھنے کی فضیلت آئی ہے، کیا یہ فضیلت صرف مردوں ہی کے لیے ہے، یا عورتوں پر بھی اس کا اطلاق ہوگا، جس طرح مسجد حرام کے بجائے گھر پر نماز پڑھنا افضل ہے، کیا اس طرح مدینہ منورہ میں بھی مسجد نبوی کے بجائے گھر پر نماز پڑھنا افضل ہے؟ بینوا توجروا۔

الجواب ــــــــــــــــ باسم ملهم الصّواب

مسجد نبوی میں چالیس نمازیں ادا کرنے پر جہنم، عذاب اور نفاق سے برأت کی بشارت صرف مردوں کی فرض نماز باجماعت کے ساتھ مخصوص ہے، عورتوں کے لئے مسجد نبوی کی بجائے گھر میں نماز پڑھنا افضل ہے۔(۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

۲۵/ربیع الآخر ۱۳۹۳ھ۔(احسن الفتاویٰ:۳/۳۴)

کیا عورتوں کو گھر میں نماز کا وہی ثواب ملے گا جو مردوں کو مسجد نبوی اور مسجد حرام میں ملتا ہے:

سوال: کیا عورتوں کو مسجد حرام اور مسجد نبوی کے بجائے گھر میں نماز ادا کرنے میں وہی ثواب ملے گا، جو مردوں کو ان دونوں مسجدوں میں ادا کرنے سے ملے گا؟ بینوا توجروا۔

الجواب ــــــــــــــــ باسم ملهم الصّواب

تضعیف اجر پورے حرم مکہ کے لیے ہے، لہٰذا مکہ مکرمہ میں عورت کو گھر میں نماز پڑھنے پر وہی اجر ملے گا، جو مردوں کے لیے مسجد حرام میں نماز پر ہے۔(۲)

---

(۱) أن النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال: إن أحب صلاۃ المرأۃ إلی اللّٰہ أشد مکان من بیتھا ظلمة.(الصحیح لابن خزیمة، باب اختیار صلاۃ المرأۃ فی أشد مکان من بیتھا (ح: ۱٦۹۱-۱٦۹۲)

عن عبداللّٰہ عن النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال: إن المرأۃ عورۃ، فإذا خرجت استشرفھا الشیطان وأقرب ماتکون من وجه ربھا وھی فی قعر بیتھا.(مسند البزار، مسند عبداللّٰہ بن مسعود، أبوالأحوص عن عبداللّٰہ (ح: ۲۰٦۱)

عن أم حمید الساعدیة أنھا جاءت إلی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم فقالت یارسول اللّٰہ إنی أحب الصلاۃ معک فقال صلی اللّٰہ علیہ وسلم قد علمت وصلوتک فی بیتک خیرلک من صلوتک فی حجرتک وصلوتک فی دارک خیرلک من صلوتک فی مسجد قومک وصلوتک فی مسجد قومک خیرلک فی من صلوتک فی مسجد الجامعة.(مسند الإمام احمد: ٦/۳۷۱ (ح: ۱۲۵۹۰)/الصحیح لابن خزیمة (ح: ۱٦۸۹) انیس)

قال الحافظ فی الفتح (فی باب خروج النساء إلی المساجد باللیل والغلس (أبواب صفة الصلاۃ)(ح: ۸۳۰) ج: ۲/ص: ٤۰۷، دارالریان للتراث) إسناد حدیث أحمد حسن. انیس

(۲) وقال الشیخ ولی الدین العراقی: ولایختص التضعیف بالمسجد الذی کان فی زمنه صلی اللّٰہ علیہ وسلم بل یشمل جمیع مازید فیه، بل المشھور عند أصحابنا أنه یعم جمیع مکة، بل جمیع حرمھا الذی یحرم صیدہ کما صححه النووی انتھیٰ ماأفادہ شیخ مشایخنا محمد بن ظھیرۃ القرشی الحنفی المکی، آہ، ملخصا.(ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، مطلب أفضل المساجد، در الفکر بیروت: ۱/٦۵۹. انیس)

مدینۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں ایسی کوئی روایت نظر سے نہیں گذری۔(۱)
اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مسجد نبوی میں تضعیف اجر کی فضیلت مردوں کے ساتھ مختص ہے،عورت کے لیے گھر میں نماز ادا کرنے پر یہ اجر نہیں، مع ہذا مسجد کی بہ نسبت گھر میں ادا کرنے پر زیادہ ثواب ہے۔(۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم
۲۵/ربیع الآخر ۱۳۹۳ھ۔(احسن الفتاویٰ:۳/۳۵)

تکبیر اولیٰ کے چالیس دن پورے کرنے والا اگر کسی دن گھر میں جماعت کروالے تو کیا دن پورے ہوجائیں گے:

سوال: چالیس دن تکبیر اولیٰ کے ساتھ نماز پڑھنے کی جو فضیلت آئی ہے،اب اگر ایک آدمی سے اس دوران میں جماعت کی نماز فوت ہوجائے اور وہ گھر آکر اپنی مستورات کے ساتھ باجماعت نماز ادا کرے، یا مسجد میں دوتین ساتھی مل کر مسجد کے ایک کونے میں باجماعت نماز ادا کریں، یا سری نماز میں پہلی رکعت کے رکوع سے تھوڑا سا پہلے امام کے ساتھ شریک ہوجائے،تو کیا اس کو تکبیر اولیٰ والی چالیس دن کی فضیلت حاصل ہوئی؟

الجواب ـــــــــــــــــــــــــــــــــــ

ہوسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ پورا اجر عطا فرمادیں،لیکن چالیس دن کی تکبیر تحریمہ کے ثواب کی نئے سرے سے نیت کرنی چاہیے۔(۳)(آپ کے مسائل اوران کا حل:۳/۱۹۳)

---

(۱) ثم الفضل للمسجد النبوی هل هومقتصرعلى البقعة التى كانت فى عهده صلى الله عليه وسلم أم متعدإلى مازيد فيها فى عهد عمروعثمان وغيرهماواختار العينى فى شرح البخارى أن الفضل غيرمقتصرعلى ماكان من البقعة فى عهده صلى الله عليه وسلم لأن المذكورفى الحديث "الصلوٰة فى مسجدى هذا"الخ، اجتمع الإشارةوالتسمية وفى الهداية أن المسمىٰ والمشار إليه لوكانامن جنس واحد فالاعتبار للمشار إليه وإذاكانامن نوعين فالاعتبار للمسمىٰ وفيما نحن فيه تعدد الأنواع فيكون الاعتبار للتسمية أى مسجدى فماصدق عليه لفظاً المسجد النبوى يكون فيه فضل الصلاة.(العرف الشذى شرح سنن الترمذى، أبواب الصلاة،باب ماجاء فى أىّ المساجد أفضل (ح:٣٢٥) ج:١/ص:٣٢٦،دارإحياء التراث الإسلامى)انيس)

(۲) عن عبدالله عن النبى صلى الله عليه وسلم قال:صلاة المرأة فى بيتها أفضل من صلاتها فى حجرتها وصلاتهافى مخدعها أفضل من صلاتها فى بيتها.(سنن أبى داؤد،كتاب الصلاة،باب التشديدفى ذلك(ح:٥٧٠)

عن عائشةزوج النبى صلى الله عليه وسلم قالت:لوأدرك رسول الله صلى الله عليه وسلم ماأحدث النساء لمنعهن المسجد كمامُنِعَهُ نساءُ بنى إسرائيل قال يحيٰ:فقلت لعمرةأمنعه نساء بنى إسرائيل قالت:نعم.(سنن أبى داؤد،كتاب الصلاة،باب التشديد فى ذلك (ح:٥٦٩)انيس)

(۳) عن أنس بن مالك قال:قال رسول الله صلى الله عليه وسلم:من صلى أربعين يوماً فى جماعة يدرك التكبيرة الأولىٰ كتبت له براء تان براء ة من النار وبراء ة من النفاق.(سنن الترمذى،ابواب الصلاة،باب ماجاء فى فضل التكبيرة الأولىٰ(ح:٢٤١)

عن أبى حنيفة واجد الركعة الأولىٰ واجد فضل التحريمة أى فضل التحريمة ممتدإلى الركوع.(العرف الشذى شرح سنن الترمذى:١/٢٤٨،دارإحياء التراث الإسلامى)انيس)

نماز کا مومن کے لئے معراج ہونا حدیث سے ثابت ہے یا نہیں:

سوال (۱): ہم نے اکثر سنا ہے کہ نماز مومن کی معراج ہے، لیکن ہمارے ایک ساتھی کہتے ہیں کہ یہ حدیث نہیں ہے۔

(۲)　پل صراط بال سے زیادہ باریک، تلوار سے زیادہ تیز اور مکھن سے زیادہ ملائم ہے، وہ حضرت فرماتے ہیں کہ یہ بھی ٹھیک نہیں۔

الجواب ــــــــــــــــــــ

(۱)　نماز کا مومن کے لئے معراج ہونا بالفاظ صریحہ حضور پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ثابت نہیں، لیکن یہ مضمون بعض صحیح روایات سے مفہوم ہوتا ہے، (۱) اس طرح کہ معراج قربِ خداوندی کا نام ہے اور ایک حدیث میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ بندہ کو سب سے زیادہ قربِ خداوندی سجدہ کی حالت میں ہوتا ہے۔ (۲)

(۲)　پل صراط کا بال سے زیادہ باریک ہونا اور تلوار سے زیادہ تیز ہونا، حضرت انس اور ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی حدیث میں موجود ہے۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث مسلم شریف میں ہے اور حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث بیہقی میں ہے، البتہ حدیثِ انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سند میں کچھ ضعف ہے۔

قال أبو سعيد الخدری رضی اللّٰه تعالٰی عنه: "بلغنی أن الجسر أدقُّ من الشعر و أحدُّ من السيف". (مسلم) (۳)

علامہ عثمانی رحمہ اللہ اس پر "فتح الملہم" میں لکھتے ہیں:

"ووصله البيهقی عن أنس رضی اللّٰه تعالٰی عنه عن النبی صلی اللّٰه تعالٰی عليه وسلم مجزوماً به وفی سنده لين". (۱/۳۳۵) (۴)

---

(۱)　ولهذا ورد: الصلوٰة معراج المؤمن. (مرقاة المفاتيح شرح مشكوٰة المصابيح: ۱/۵۵، دار الفكر بيروت)
الصلاة هی معراج المؤمن. (شرح سنن ابن ماجة للسيوطی: ۱/۳۱۳ (ح: ۴۲۳۹). انيس)
عن ثوبان قال: قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه عليه وسلم: استقيموا ولن تحصوا واعلموا أن خير أعمالكم الصلاة ولن يحافظ علی الوضوء إلا مؤمن. (سنن الكبریٰ للبيهقی، باب خير أعمالكم الصلاة (ح: ۲۰۸۱) وكذا رواه الإمام مالك فی الموطا (ح: ۶۸) بلاغاً. انيس

(۲)　عن أبی هريرة أن رسول اللّٰه صلی اللّٰه عليه وسلم قال: أقرب ما يكون العبد من ربه وهو ساجد فأكثروا الدعاء. (الصحيح لمسلم كتاب الصلاة، باب ما يقال فی الركوع والسجود (ح: ۴۸۲)/ سنن أبی داؤد، كتاب الصلاة، باب فی الدعاء فی الركوع والسجود (ح: ۸۷۵) انيس)

(۳)　الصحيح لمسلم، كتاب الإيمان، باب معرفة طريق الرؤية (ح: ۱۸۳)/ وأخرجه الإمام أحمد متصلاً عن عائشة عن النبی صلی اللّٰه عليه وسلم أنه قال: لجهنم جسر أدق من الشعر وأحد من السيف، الخ. (ح: ۲۴۷۹۳) انيس

(۴)　شعب الإيمان للبيهقی، فصل فی معنی قول اللّٰه تعالیٰ: تعرج الملائكة والروح إليه (ح: ۳۶۱) انيس)

حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر سلف سے بھی پل صراط کی یہی کیفیت منقول ہے۔
علامہ ملاعلی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے مرقاۃ میں اسے صحیح تسلیم کیا ہے۔

"والمتكلمون من أصحابنا والسلف يقولون: "إنه أدقُّ من الشعر وأحدُّ من السيف"، وهكذا جاء في رواية أبي سعيد. (مرقاة: ۲۷۱/۱) فقط واللہ اعلم

بندہ محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ، نائب مفتی جامعہ خیر المدارس، ملتان-۱۴۰۹/۲/۳ھ-(خیر الفتاویٰ: ۲۵۲/۲)

"الصلوٰة معراج المؤمنين" کا معنی:

سوال: **"الصلوٰة معراج المؤمنين"** (نماز مومنین کی معراج ہے) اس کے معنی حضرت والا کے نزدیک کیا ہیں؟

الجواب ــــــــــــــــ

"الصلوٰة معراج المؤمنين" کے متعلق دو توجیہیں اس وقت خیال میں ہیں:

(الف) لفظ معراج علی وزن المفتاح صیغۂ آلہ ہے۔ اس قضیہ میں حمل حقیقی ہے، یعنی نماز مومنوں کیلئے آلۂ عروج ہے، کیوں کہ بہیمیت سے ملکیت کی طرف، مادیت سے تجردکی طرف، بعد سے قرب خداوندی کی طرف، غیبوبت سے حضور کی طرف عروج، اس نماز کے ذریعہ ہوتا ہے، طہارت جسمانی بالوضوء والغسل وغیرہ انسان کو تشبہ بالملائکہ اوران سے قرب پیدا کرنے والی اور انجاس ظاہری کے ساتھ انجاس باطنی یعنی ذنوب اوران کے ثمرات کو دور کرنے والی ہیں۔ قطرات وضو اور غسل کے ساتھ ساتھ، ہاتھ، پیر، آنکھ، ناک، دماغ وغیرہ کے ذنوب نکل جاتے ہیں۔ **حتى يخرج نقياً من الذنوب. (الحديث)** (۱) "یہاں تک کہ وہ گناہ سے پاک صاف ہو جاتا ہے"، یہی طہارت ظاہری قیامت میں غرو تحجیل (۲) کی باعث ہوگی، ملائکہ جن کو بالذات طہارت اور روشنی سے محبت ہے اور نجاست اور ظلمات سے نفرت ہے، وہ اس کی وجہ سے نمازی کے ساتھ تعلقات پیدا کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی محبوبیت حاصل ہوتی ہے۔

" فِيۡهِ رِجَالٌ يُّحِبُّوۡنَ اَنۡ يَّتَطَهَّرُوۡا وَاللّٰهُ يُحِبُّ الۡمُطَّهِّرِيۡنَ". (۳)

(اس میں ایسے لوگ ہیں جو دوست رکھتے ہیں پاک رہنے کو اور اللہ دوست رکھتا ہے پاک رہنے والوں کو)

---

(۱) مشکوٰۃ: ۳۸/۱، الصحيح لمسلم ۱۲۵/۱ (عن أبي هريرة أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: إذا توضأ العبد المسلم أوالمؤمن فغسل وجهه خرج من وجهه كل خطيئة نظر إليها بعينيه مع الماء أو مع آخر قطر الماء فإذا غسل يديه خرج من يديه كل خطيئة كان بطشتها يداه مع الماء أو مع آخر قطر الماء فإذا غسل رجليه خرجت كل خطيئة مشتها رجلاه مع الماء أو آخر قطر الماء حتى يخرج نقياً من الذنوب. (الصحيح لمسلم كتاب الطهارة، باب خروج الخطايا مع ماء الوضوء (ح: ۲٤٤)/ موطا الإمام مالک، كتاب الطهارة (ح: ٦٣)/ سنن الترمذى (ح: ۲) انیس)

(۲) اعضاء و چہرے کی چمک۔ انیس

(۳) سورة التوبة: ۱۰۸۔

یہ آیت اہل قبا کی ظاہری طہارت ''استنجاء بالماء بعد الاستنجاء بالحجارة'' کے متعلق نازل ہوئی۔(۱)

''الطهور شطر الإيمان''.(۲)(پاکی نصف ایمان ہے)۔

ارشادنبوی ہے:

'' إسباغ الوضوء على المكاره''.(۳)

اوراس طہارت کی تحصیل میں مالی اورجسمی فدائیت نہ صرف رضاء باری عزوجل کی سبب ہے، بلکہ اخلاق خبیثہ ''رذيلة البخل، رذيلة الكسل'' وغیرہ کوزائل کرنے والی اورآئندہ کوقابل ہم نشینی وہم کلامی بنانے والی بھی ہے،(۴) علی ہذاالقیاس، دیگرشروط صلوٰۃ بالخصوص توجہ الی القبلۃ یکے بعد دیگرے غفلت کودوراور بارگاہ ذی الجلال سے قریب کرنیوالی بھی ہے،(یہ اعمال) توجہ باری عزوجل کوکھینچنے میں مقناطیسی اثر رکھتے ہیں،جس کے لئے ارشاد ''فَأَيْنَمَا تُوَلُّوا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ''،(۵) توجہ الی اللہ وارد ہے۔پھرنماز کے اسرارزاہیہ(۶) میں فرمایا گیا ہے:

''اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ''.(۷)

(بیشک نماز روکتی ہے بےحیائی اور بری بات سے)۔

ترک فحشا اورمنکرات کا اثرجس قدربھی قرب خداوندی اور بعدرذائل بہیمیت ونفسانیت میں ہوگا،اظهر من الشمس ہے۔نماز میں جس قدرقراءات اوراد عیہ وغیرہ ہیں،ان میں جناب باری عزاسمہ سے ہم کلامی اورتخاطب اور

---

(۱) جامع البيان فی تفسير القرآن للطبری،تفسير سورة التوبة،القول فی تأويل قوله تعالیٰ:﴿فِيْهِ رِجَالٌ يُحِبُّوْنَ اَنْ يَّتَطَهَّرُوْا وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِيْنَ﴾. ٤٨٣/٤،دارالمعارف.انيس

(۲) الصحيح لمسلم،كتاب الطهارة،باب فضل الوضوء (ح: ٢٢٣)/سنن البيهقی،كتاب الطهارة،جماع أبواب سنةالوضوء وفرضه (ح:١٧٥)انيس

(۳) ترجمہ:نہ چاہتے ہوئے بھی پوراپوراوضوکرنا۔

والحديث أخرجه الإمام مسلم بن حجاج فی صحيحه،كتاب الطهارة،باب فضل إسباغ الوضوء على المكاره (ح: ٢٥١)/وابن خزيمة فی صحيحه،كتاب الوضوء، باب ذكرتكفيرالخطاياوالزيادةفی الحسنات بإسباغ الوضوء على المكاره (ح:٥-١٧٧)انيس)

(۴) قوله صلی الله عليه وسلم''الطهورشطرالإيمان''،فسرالغزالی الطهور:بطهارةالقلب من الغل والحسد والحقد وسائرأمراض القلب،وذلك أن الإيمان الكامل إنمايتم بذلك،فمن أتى بالشهادتين حصل له الشطر،ومن طهرقلبه من بقية الأمراض كمل إيمانه،ومن لم يطهرقلبه نقص إيمانه.(الأربعون النووية،الحديث الثالث والعشرون.انيس)

(۵) سورةالبقرة:١١٥.انيس

(۶) روشن،چمکدار۔انیس

(۷) سورةالعنكبوت:٤٥.انيس

اس کا ذکر موجود ہے، جس سے غفلت کا دور ہونا اور توجہ الی اللہ حاصل ہونا اور ترقی پذیر ہونا معلوم ہوتا ہے۔ اگر انسان اس تخاطب کو سمجھتا ہوا حضور قلب کے ساتھ خشوع وخضوع کو ملحوظ رکھتا ہے (جو کہ مومنین کی نماز ہے)(۱) جب تو اس عروج کا حاصل ہونا ظاہر ہے ہی، مگر اس میں کوتاہی کرنے میں بھی نفع موجود ہے، الفاظ قرآنیہ اور اسماء باری عزوجل اورادعیہ ماثورہ اور درود شریف کی تاثیریں سمجھنے پر موقوف نہیں ہیں، گل بنفشہ جان کر پیجئے یا بغیر جانے ہوئے، اسہال بلغمی کا حاصل ہونا ضروری ہے، الفاظ قرآنیہ اور اسماء باری عزوجل حامل تاثیرات ہیں، جو کہ بے سمجھے ہوئے بھی حاصل ہوتی ہیں، اگر چہ کمزور بہ نسبت سمجھنے کے ہوں۔

"من قرأ حرفاً من القرآن كا نت له عشر حسنات، لا أقول آلم حرف بل ألف حرف ولام حرف وميم حرف". (۲)

جس نے قرآن سے ایک حرف پڑھا، اس کے نامۂ اعمال میں دس نیکیاں بڑھ جاتی ہیں، اس کے یہ معنی نہیں کہ آلم ایک حرف ہے، بلکہ الف ایک حرف ہے، لام ایک حرف اور میم ایک حرف ہے۔

ارشاد فرمایا گیا:

" إذا صلّى أحدكم فلايتنخمنّ قبل وجهه فإن الله بينه وبين القبلة ". (۳)

وفي رواية:

" فإن الرحمة تواجه أحدكم" أو كما قال عليه الصلاة والسلام ". (۴)

جب تم میں سے کوئی نماز پڑھے، تو اس کو لازم ہے کہ اپنے سامنے نہ تھوکے، کیونکہ اللہ تعالیٰ اس کے اور قبلہ کے درمیان حائل ہوتا ہے، یا اس کی رحمت متوجہ ہوتی ہے۔

---

(۱) ﴿قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُونَ، الَّذِيْنَ هُمْ فِي صَلٰوتِهِمْ خَاشِعُوْنَ﴾ (سورة المؤمنون: ۱-۲. انيس)

(۲) اس مفہوم کی روایت ترمذی شریف، باب ما جاء فی فضل القرآن: ۲/۱۱۹، میں ہے۔

(سنن الترمذي، كتاب فضائل القرآن، باب ماجاء فيمن قرأحرفامن القرآن ماله من الأجر (ح: ۲۹۱۰) وقال هذاحديث حسن صحيح غريب من هذاالوجه) / المصنف لابن أبي شيبة، كتاب فضائل القرآن، ثواب من قرأحروف القرآن (ح: ٤٣٦٨) انيس)

(۳) إن أحدكم إذا قام في صلوٰته فإنه يناجي ربه وإن ربه بينه وبين القبلة فلايبزقنّ أحدكم قبل قبلته ولكن عن يساره أو تحت قدميه". (الصحيح للبخاري، باب حک البزاق باليد من المسجد (ح: ٤٠٥)

(۴) ترمذی شریف میں یہ جملہ حدیث کے اس ٹکڑے کے ساتھ وارد ہے: "فلايمسح الحصىٰ فإن الرحمة تواجهه". (سنن الترمذي، باب ماجاء في كراهية مسح الحصىٰ في الصلاة (ح: ۳۷۹)

(كذا في سنن الدارمي، باب النهي عن مسح الحصا (ح: ١٤٢٨) وفي الصحيح لمسلم، كتاب المساجد ومواضع الصلاة، باب النهي عن البصاق في المسجد في الصلاة وغيرها: إذاقام أحدكم يصلي فلايبصق قبل وجهه فإن اللّٰه قبل وجهه إذاصلي. (ح: ٥٤٧) انيس)

اسی طرح التفات کے متعلق ارشاد ہے کہ جب تک بندہ نماز میں التفات نہیں کرتا ہے، اس وقت تک بندہ کی طرف اللہ تعالیٰ متوجہ رہتا ہے، (۱) یہ توجہ اور قرب خداوندی نماز کی وجہ سے بندہ کو حاصل ہوتی ہے۔

ارشاد ہوتا ہے:

قسمت الصلوٰة بيني وبين عبدي نصفين ولعبدي ما سأل، فإذا قال العبد: "اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ"، قال الله: "حمدني عبدي"، فإذا قال: "اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ"، قال الله: "أثنى عليّ عبدي" فإذا قال العبد: "مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ"، قال الله: "مجّدني عبدي"، فإذا قال العبد: "اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ"، قال الله: "هذا بيني وبين عبدي ولعبدي ما سأل". (الحديث)(۲)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ میں نے نماز کو اپنے اور اپنے بندوں کے درمیان آدھوں آدھ تقسیم کر دیا ہے، پس جب بندہ کہتا ہے "اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ" اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "میرے بندے نے میری تعریف کی ہے" اور جب کہتا ہے "اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ" تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "ثنا کی میرے بندے نے" اور جب "مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ" کہتا ہے، تو خدا کہتا ہے "میرے بندے نے میری عظمت بیان کی"، اور جب "اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ" کہتا ہے، تو اللہ فرماتا ہے "یہ آیت میرے اور میرے بندے کے لئے ہے، اور جو میرا بندہ مانگے وہ اس کے لئے ہے"۔

یہ نعمت کاملہ اور مناجات بندہ اور اللہ تعالیٰ کے درمیان میں جاری ہونا، کس قدر عروج اور ترقی انسانی ہے، اسی مکالمہ میں انسان اپنے لئے نعمت ہدایت جو کہ سب سے بڑی نعمت اور سب سے بڑی ضرورت انسانی ہے، خالص کرنا چاہتا ہے جو کہ مغضوب علیہم اور اہل ضلال پر ہوا تھا، (یہود ونصاریٰ) اور ایسی کھری اور خالص ہدایت (**إيصال إلى المطلوب**) مانگتا ہے، جو کہ اہل اجتبا واصطفا کو عطا کی گئی، حسب ارشاد احادیث صحیحہ اس کو عطا کر دیا جاتا ہے اور بندے کو کہہ دیا جاتا ہے کہ تم کو ایسی ہدایت خالصہ عطا کر دی، ہماری یہ کتاب جس کو "**ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ**" (الآية)(۳) کہا گیا ہے، یہی ایسی ایصال الی المطلوب ہے، جس میں الفاظ اور حروف کے لباس اور کسوت میں اپنی صفت ازلیہ کلام نفسی کو ظاہر فرمایا گیا ہے، ظاہر ہے کہ صفت موصوف کے ساتھ کس قدر قوی اور شدید

(۱)　أبو ذر يقول: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لايزال الله عزوجل مقبلا على العبد في صلاته مالم يلتفت فإذا صرف وجهه انصرف عنه. (سنن النسائي، كتاب السهو، باب التشديد في الالتفات في الصلاة (ح: ۱۱۹۵)/ سنن أبي داؤد، كتاب الصلاة، باب تفريع أبواب الركوع والسجود ووضع اليدين على الركبتين، باب الالتفات في الصلاة (ح: ۹۰۹)/ سنن الدارمي، كتاب الصلاة، باب كراهية الالتفات في الصلاة (ح: ۱۴۲۳)/ مسند الإمام أحمد، مسند الأنصار، حديث أبي ذر رضي الله عنه (ح: ۲۰۹۹۷) انيس

(۲)　الصحيح لمسلم: ۱۷۰/۱ـ (كتاب الصلاة، باب وجوب قراءة الفاتحة في كل ركعة (ح: ۵۹۸) انيس)

(۳)　سورة البقرة: ۲. انيس

تعلق ہے، بالخصوص جبکہ وہ واجب الوجود تعالیٰ شانہ کی ہو، اور پھر وہ صفات ذاتیہ میں سے ہو، ایسا انعام کسی امت اور کسی پیغمبر پر اس سے پہلے نہیں ہوا، بے شک کتابیں اتاری گئیں، مگر کلام خداوندی قدیم نہیں اتارا گیا، یہ نعمت مومن محمدی کو دی جاتی ہے اور بارگاہ ذوالجلال سے قبولیت دعا و ہدایت کے بعد قرآن پڑھنے اور اپنے نفس اور حاضرین کو سنانے کا اسی طریقہ پر حکم ہوجاتا ہے، جیسے کہ جج اپنے فیصلہ وغیرہ کو سررشتہ دار کو دیتا ہے کہ ہمارے ججمنٹ کو پڑھ کر لوگوں کو سنادو، اس وقت میں سررشتہ دار جج کا نائب اور قائم مقام ہوتا ہے، آپ اس سے اندازہ کرسکیں گے کہ محمدی مومن کے لئے کس قدر اعلیٰ وارفع عروج ہوا، نیابت خداوندی، صفت قدیمہ، بکسوت الفاظ عربیہ ہر دو امر انتہاء تقرب کے موجب ہیں، پھر اس انعام کے بعد عظمت وجلال خداوندی کا لحاظ کرنا اور جسم کو جھکا دینا شکریہ عملی اور قولی بجالانا اور پھر شکریہ کرتے کرتے آقا کے سامنے زمین پر سر کو ٹیک کر پیشانی اور ناک رگڑنا اور آقا کی عظمت اور قدوسیت کو سراہنا کس قدر عروج اور تقرب کا باعث ہوگا، مندرجہ ذیل الفاظ سے ظاہر ہے۔

إن أقرب مایکون العبد من ربه وهو ساجد فأكثروا فيه من الدعاء". أو كما قال عليه السلام. (۱)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

بندہ سجدہ کی حالت میں اللہ تعالیٰ کے بہت قریب ہوجاتا ہے، لہٰذا اس حالت میں بہت دعا کرتے رہو۔ (صحاح) (۲)

خلاصہ یہ ہے کہ ارکان صلوٰۃ اور اس کے سنن وآداب کو غور سے دیکھئے، **توضعيف البنيان مخلوق من الماء المهين** بشر کے لئے وہ اعلیٰ مکان اور ارفع مراقبہ دکھائی دیتا ہے کہ جس کو اگر کروبی بنظر غبطہ دیکھیں، یا مولی العالمین محفل ملائکہ میں مباہات فرمائے اور "**الَّذِيْنَ يَحْمِلُوْنَ الْعَرْشَ وَمَنْ حَوْلَهُ**" اس کے لئے دعوات صالحہ سے رطب اللسان ہوں، تو کچھ تعجب نہیں ہے، افسوس ہے کہ ہم اپنی نمازوں سے سخت غافل ہیں۔

" **فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّيْنَ الَّذِيْنَ هُمْ عَنْ صَلٰوتِهِمْ سَاهُوْنَ**". (۳)

(پھر خرابی ہے ان نمازیوں کی جو اپنی نماز سے بے خبر ہیں)۔

وفقنا الله وإياكم للصلوٰة الحقيقية.

(۲) دوسری توجیہ یہ ہے کہ حمل اس جملہ پر حقیقی نہ کیا جائے، بلکہ مثل "**زيد أسد**"، بطور شبیہ اور "**تمرُّ مرّ السحاب**" بطور تمثیل قرار دیا جائے، یعنی "**الصلوٰة للمؤمنين كالمعراج للنبی عليه الصلوٰة والسلام**"

(۱) الصحيح لمسلم بلفظ "فأكثروا الدعاء": ۱۹۱/۱۔

(۲) كتاب الصلاة، باب مايقال في الركوع والسجود (ح: ۴۸۲) / سنن أبي داؤد، كتاب الصلاة، باب في الدعاء في الركوع والسجود (ح: ۸۷۵) انيس

(۳) سورة الماعون: ۴، ۵ ۔ انيس

معراج سے خصوصی معراج جو کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا فرمائی گئی تھی، مراد لی جائے۔(۱)

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عالم مادی اور خاکدان سفلی سے عالم تجرد اور عالم علوی کی طرف نقل کیا گیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دنو اور تدلی اور قرب منزلہ قاب قوسین سے نوازا گیا، آپ کو نعمت مکالمہ اور ''اَوْحٰی اِلٰی عَبْدِہٖ مَا اَوْحٰی'' (۲) سے مشرف کیا گیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نعمت رویت سے مالا مال کیا گیا، ''لَقَدْ رَاٰی مِنْ آیَاتِ رَبِّہٖ الْکُبْرٰی''، (۳) ''مَا زَاغَ الْبَصَرُ'' (۴) وغیرہ ارشادات فرمائے، مومن محمدی نماز میں ان ادناس مادیہ سے اٹھا یا جاتا ہے، تدلی اور قرب کی نعمت عطا کی جاتی ہے۔ فإن اللّٰه بينه وبين القبلة (۵) شاہد عدل ہے۔

حضرت شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ!

''ہر نمازی کے سامنے جبکہ وہ نماز کی نیت کرتا ہے، تجلی خداوندی اور حقیقت از حقائق الٰہیہ ظہور پذیر ہوتی ہے، خواہ وہ اس کا احساس کرے یا نہیں، اور اسی تجلی کو راز ''فإن اللّٰه بينه وبين القبلة'' قرار دیتے ہیں اور اس تجلی کی نسبت ذات مجمع الکمالات سے نسبت ساق الی الذوات قرار دیتے ہوئے ''یَوْمَ یُکْشَفُ عَنْ سَاقٍ'' الآیۃ، کی توجیہ فرماتے ہیں۔(۶)

حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب بھی سورہ قیامہ میں اسی طرف اشارہ فرماتے ہیں۔

نمازوں میں رہنے کی وجہ سے اس تجلی خداوندی سے مومن محمدی کو طبعی مناسبت پیدا ہو جاتی ہے، جو کہ میدان قیامت میں ذریعۂ معرفت خداوندی ہو جائے گی اور مومن سجدہ میں گر جائے گا، بہر حال دنو اور تدلی کا حصول اس درجہ ہو جاتا ہے کہ فرمایا گیا:

''أنا جليس من ذكرني''.(۷)

''أنا مع العبد ما تحركت بي شفتاه''.(۸)(وغیرہ روایات)

---

(۱) مرقاة المفاتيح شرح مشكوٰة المصابيح: ۵۵/۱، دار الفكر بيروت. انيس

(۲) سورة النجم: ۱۰. انيس

(۳) سورة النجم: ۱۸. انيس

(۴) سورة النجم: ۱۷. انيس

(۵) بلفظ: وإن ربه بينه وبين القبلة". (الصحيح للبخاري (ح: ۴۱۷)/الصحيح لمسلم (ح: ۵۵۱) انيس)

(۶) حجة اللّٰه البالغة، باب اسرار الصلاة، (رقم الباب: ۴۵) انيس

(۷) المصنف لابن أبي شيبة، كلام موسىٰ النبي وداؤد عليهما السلام (باب: ۴۹۸۳، ح: ۶)

(۸) عن أبي الدرداء قال: سمعت رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم يقول: إن اللّٰه يقول: أنا مع عبدي إذا ذكرني وتحركت بي شفتاه. (المستدرك للحاكم، باب أنا مع عبدي إذا ذكرني وتحركت بي شفتاه (ح: ۱۸۶۷) وقال: هذا حديث صحيح الإسناد ولم يخرجاه)

عن أبي هريرة قال قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم يقول اللّٰه عز وجل: أنا عند ظن عبدي بي، وأنا معه حين يذكرني، فإن ذكرني في نفسه ذكرته في نفسي وإن ذكرني في ملأ ذكرته في ملإ خير منهم، الخ. (سنن الترمذي، كتاب الدعوات، باب حسن الظن باللّٰه عز وجل (ح: ۳۶۰۳) انيس)

اور فرمایا گیا:

’’وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ‘‘.(۱)

رویت خداوندی کا حصول احسان والی حدیث سے پوچھئے:

’’أن تعبد ربک کأنک تراہ‘‘.(۲)

اور جب ظاہر بیں کو یہ شبہ لاحق ہوتا تھا کہ مجرد محض ’’لَا تُدْرِکُہُ الْاَبْصَارُ‘‘ (۳) کی رویت کس طرح ہوسکتی ہے، اس کو محالات میں سے شمار کرنے لگا، تو اس کے استبعاد کے لئے ارشاد کردیا گیا ’’فإنہ یراک‘‘، اگر ارکان وآداب وسنن صلوٰۃ پر غور کیا جائے، تو یقیناً وہ نعمتیں جو کہ آقائے نامدار علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حقیقی طور پر شب معراج میں عطا فرمائی گئیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل میں ان سب کی تمثیلیں مومن کو اسی زمین پر عطا کی جاتی ہیں، وقت کی قلت کی وجہ سے اس سے زیادہ نہیں لکھ سکتا، مگر مختصر بھی انشاء اللہ تعالیٰ کافی ہوگا۔ ھذا ما لدی و اللہ أعلم

مکتوبات: ۱/۱۹۰ تا ۱۹۵۔ (فتاویٰ شیخ الاسلام: ۳۷-۴۲)

’’جعلت قرة عيني في الصلاة‘‘ کا حوالہ:

سوال: نماز میں آنکھوں کی ٹھنڈک ہے، یہ ترجمہ حدیث کا کس طرح ہے، اس کا ماٰخذ مطلوب ہے۔

الجواب

یہ بھی صحیح ہے۔ اصل الفاظ ’’جعلت قرة عيني في الصلاة‘‘ ہیں۔ (کما فی المنبہات لابن حجر العسقلانی: ۱۹)(۴) فقط واللہ أعلم

بندہ عبدالستار عفا اللہ عنہ، نائب مفتی خیر المدارس ملتان / الجواب صحیح: بندہ محمد عبداللہ غفرلہ مفتی خیر المدارس ملتان۔ (خیر الفتاویٰ: ۲/۲۵۱)

فرمان نبوی ’’لا خير في دين ليس فيه ركوع‘‘ کا حوالہ:

سوال: گزارش ہے کہ اس مضمون کی حدیث میری یاد میں آتی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں ایک گروہ آیا، انہوں نے کہا کہ ہم اسلام قبول کرتے ہیں، لیکن نماز نہیں پڑھیں گے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو مسترد کردیا، پھر ایک گروہ آیا، انہوں نے کہا کہ ہم اسلام قبول کرتے ہیں، مگر زکوٰۃ نہیں دیں گے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا اسلام قبول کرلیا، جب وہ لوگ واپس چلے گئے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے پیچھے فرمایا کہ ’’یہ لوگ مسلمان ہوگئے ہیں، تو زکوٰۃ بھی دیں گے‘‘۔

---

(۱) سورة العلق: ۱۹۔ انیس
(۲) بلفظ ’’أن تعبد اللہ كأنك تراه‘‘. (الصحيح لمسلم، كتاب الإيمان، باب بيان الإيمان و الإسلام، الخ (ح: ۸) انیس)
(۳) سورة الأنعام: ۱۰۳۔ انیس
(۴) سنن النسائي، كتاب عشرة النساء، باب حب النساء (ح: ۳۹۴۰) انیس

الجواب ــــــــــــــــــــ

عن وهب قال: سألت جابرًا عن شأن ثقيف إذ بايعت قال: اشترطت على النبى صلى الله تعالىٰ عليه وسلم أن لا صدقة عليها ولا جهاد وأنه سمح النبى صلى الله تعالىٰ عليه وسلم بعد ذلك يقول يتصدقون ويجاهدون إذا أسلموا.

وفى رواية: فاشترطوا عليه أن لايحشروا ولايعشروا ولايجبوا (أى لايصلوا) فقال رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم: " لكم لاتحشروا ولاتعشروا ولاخير فى دين ليس فيه ركوع". (سنن أبى داؤد، باب ماجاء فى خبر الطائف: ۲/۷۲)(۱)

قال الخطابى: يشبه أن يكون النبى صلى الله تعالىٰ عليه وسلم سمح لهم بالجهاد و الصدقة؛ لأنها لم يكونا واجبين فى العاجل، آه. (حاشية: ۸، ج: ۲، ص: ۷۲) **فقط والله أعلم**

ترجمہ حدیث: وہب فرماتے ہیں کہ میں نے جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ثقیف کی بیعت کا واقعہ پوچھا، تو انہوں نے فرمایا کہ " ثقیف نے یہ شرط لگائی تھی کہ وہ زکوٰۃ نہیں دیں گے اور جہاد نہیں کریں گے، تو آپ نے فرمایا کہ جب یہ مسلمان ہوگئے تو خود بخود زکوٰۃ بھی دینے لگ جائیں گے اور جہاد بھی کرنے لگیں گے۔

اور ایک روایت میں یوں آتا ہے کہ انہوں نے شرط لگائی کہ وہ جہاد میں نہیں جائیں گے، صدقہ نہیں دیں گے، نماز نہیں پڑھیں گے، تو آپ نے فرمایا کہ " چلو جہاد میں نہ جانا، صدقہ نہیں دینا، لیکن جس دین میں نماز نہیں، اس میں کوئی خیر نہیں۔

علامہ خطابیؒ فرماتے ہیں کہ آپ نے جہاد اور صدقہ کے بارے میں اس لئے نرمی فرمائی کیونکہ یہ فوری واجب نہیں ہوتے، بخلاف نماز کے۔

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ، مفتی خیر المدارس، ملتان، ۲۰/۱/۱۴۱۱ھ۔

بندہ عبدالستار عفا اللہ عنہ، مفتی خیر المدارس، ملتان، ۲۵/۳/۱۴۰۱ھ۔ (خیر الفتاویٰ: ۲/۲۴۴-۲۴۵)

نماز کا تمام برائیوں سے روکنے کا بیان:

سوال: باری تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿إِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنكَرِ﴾. (۲)

" بے شک نماز روکتی ہے بے حیائی اور بری بات سے "۔

---

(۱) عن عثمان بن أبى العاص أن وفد ثقيف لماقدمواعلى رسول الله صلى الله عليه وسلم أنزلهم المسجد ليكون أرق لقلوبهم فاشترطواعليه أن لايحشرواولايعشرواولايجبوا، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم لكم أن لايحشرواولايعشرواولاخيرفى دين ليس فيه ركوع. (سنن أبى داؤد، كتاب الخراج والإمارةوالفىء، باب ماجاء فى خبر الطائف (ح: ۳۰۲۶) قال الخطابى: قوله: لايجبوا، أى لايصلوا. (عون المعبود: ۱/۲۰۶) انيس)

(۲) سورة العنكبوت: ٤٥۔

باوجودیکہ بہت سے مسلمان نماز پنجگانہ ادا کرتے ہیں، مگر پھر بھی فحش اور فسق وفجور کے مرتکب ہوتے ہیں، تو ایسی صورت میں اس آیت کے کیا معنیٰ ہوں گے؟

الجواب

ابن عون رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''اس آیت کا منشا یہ ہے کہ جب تک وہ شخص نماز پڑھتا رہے، تو نماز کی حالت میں تمام فحشا یعنی برے اعمال اور ناجائز حرکتوں سے محفوظ رہے گا''۔(۱)

اور بعض حضرات نے یہ کہا کہ ''جو نماز انتہائی خشوع وخضوع اور اطمینان قلب اور صفت احسان (جس کی حدیث جبرئیل میں صراحت ہے) کے ساتھ ادا کی جائے گی، وہ تمام برائیوں سے روکنے والی ہوگی، لیکن وہ نماز کہ جس میں ظاہری ارکان تو ادا ہو رہے ہوں اور باطنی توجہ اور خشوع وخضوع اس میں نہ ہو، اگر شرائط شرعیہ کے مطابق ہے، تو فریضہ ادا ہو جائے گا، مگر وہ فحشا اور منکرات سے مانع نہ ہوگی اور ایسی نماز باعث ثمرات، علو درجات اور عند اللہ قرب کا سبب نہ بن سکے گی''۔(کذا قال ابن مسعود وابن سعود)(۲)

ابوالحسنات محمد عبدالحیٔ۔(مجموعہ فتاویٰ مولانا عبدالحیٔ اردو:۲۱۹)

(۱)　وقال ابن عون الأنصاری فی قول اللّٰہ تعالیٰ ﴿إِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ﴾ :إذا كنت فی صلاةٍ فأنت فی معروف وقد حجزتک عن الفحشاء والمنکر.(تفسیر الطبری،تفسیر سورة العنکبوت: ۴۲/۲۰،وکذافی تفسیر ابن کثیر: ۲۸۲/۶،دارطیبة.انیس)

(۲)　عن قتادة والحسن قالا: من لم تنهه صلاته عن الفحشاء والمنکر فإنه لا یزداد من اللّٰہ بذلک إلا بعداً. والصواب من القول فی ذلک أن الصلاة تنهی عن الفحشاء والمنکر کما قال ابن عباس وابن مسعود،فإن قال قائل: وکیف تنهی عن الفحشاء والمنکر إن لم یکن معنیابهامایتلی فیها؟قیل:تنهی من کان فیها،فتحول بینه وبین إتیان الفواحش،لأن شغله بها یقطعه عن الشغل بالمنکر،ولذلک قال ابن مسعود:من لم یطع صلاته لم یزدد من اللّٰہ إلا بعداً،وذلک أن طاعته لها إقامته إیاها بحدودها وفی طاعته لها مزدجر عن الفحشاء والمنکر.(تفسیر الطبری،تفسری سورةالعنکبوت: ۴۲/۲۰)

عن عبداللّٰہ قال:قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم: لا صلاة لمن لم یطع اللّٰہ ومن انتهی عن الفحشاء والمنکر فقد أطاع الصلاة.(الزهد والرقائق لابن المبارک والزهد لنعیم بن حماد،باب التواضع (ح: ۸۴۴)

قیل لعبد اللّٰہ:إن فلاناً یطیل الصلاة ؟قال:إن الصلاة لا تنفع إلامن أطاعها.(تفسیر ابن کثیر: ۲۸۱/۶، دارطیبة.انیس)

عن أبی هریرة قال:قیل للنبی صلی اللّٰہ علیه وسلم:إن فلاناًیصلی اللیل کله فإذا أصبح سرق،فقال:سینهاه ماتقول،فتأملنا هذاالحدیث فوجدنااللّٰہ قد قال فی کتابه: ﴿إِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ﴾،أی:أنهاتنهی عن أضدادهاإذ کان أهلها یأتونها علی الأحوال التی أمروا أن یاتوابهاعلیها،من الطهارة لها، ==

دو پیسے کے بدلے میں سات سو نماز کے ثواب کا وضع ہونا:

سوال: تبلیغی جماعت والے عام طور پر بیان کیا کرتے ہیں کہ قیامت کے دن دو پیسے ناحق لئے ہوئے کے بدلہ میں سات سو مقبول نمازوں کا ثواب لے لیا جائے گا، کیا ان کی یہ بات درست ہے اور دو پیسے سے مراد کون سے دو پیسے ہیں؟

الجواب

کتب فقہ میں 'دانق' کا ذکر ہے، کہ 'ایک دانق' کے بدلے 'سات سو جماعت سے پڑھی ہوئی نمازوں کا ثواب' وضع کر لیا جائے گا اور علامہ قشیری رحمہ اللہ نے 'سات سو مقبول نماز' کا لکھا ہے، 'دانق' تقریباً 'سات رتی' کا ہوتا ہے، تو گویا 'سات رتی' چاندی کے برابر' ناحق لی ہوئی مالیت' کے بدلے میں 'سات سو مقبول نماز کا ثواب' وضع کر لیا جائے گا، کسی زمانے میں جب کہ چاندی سستی ہوگی، تو ہو سکتا ہے کہ اتنی چاندی اس وقت کے دو پیسے کے بدلے میں آ جاتی ہو، اس لئے دو پیسے مشہور ہو گئے، لیکن اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ ضرور ہی اتنا ثواب وضع کیا جائے گا، اگر اللہ تعالیٰ چاہیں تو اپنی رحمت سے مظلوم کو اپنے پاس سے دے کر ظالم کو معاف کر دیں۔

"جاء أنه يؤخذ لدانق ثواب سبع مائة صلاة بالجماعة" آه. (الدر المختار)

"(قوله جاء): أى فى بعض الكتب (الأشباه عن البزازية) ولعل المراد بها الكتب السماوية أويكون ذلك حديثاً نقله العلماء فى كتبهم، والدانق بفتح النون وكسرها سدس الدرهم وهو قيراطان والقيراط خمس شعيرات، آه (قوله ثواب سبع مائة صلاة بالجماعة): أى من الفرائض؛

== ومن ستر العورة عندها، ومن الخشوع لها، وتوففيتها مايجب أن توفاه، وكان الله عزوجل قدوعدأهلهابمافى الآية التى تلونا، فكانت السرقة ضدهالها، وهى تنهى عن أضدادها، ويرد الله عزوجل أهلهاإليها، وينفى عنهم أضدادها، حتى يوفيهم ثوابها وحتى ينزلهم المنزلة التى ينزلها أهلها، وفى ذلك ما يدل على أنه عزوجل بمنه ولطفه وسعة رحمته يبرىء ذلك السارق مماكان شرق ويرده إلى أهله حتى يلقاه يوم يلقاه، لاتبعة قبله تمنعه من دخول جنته بمنه وقدرته، والله نسأله التوفيق وأن يجعلناوإياكم من أهل المنزلة التى أنزلهاأهل الصلاة المقبولة وصلى الله على محمد النبى وعلى آله وسلم تسليماً كثيراً. (شرح معانى الآثار، باب بيان مشكل ماروى عن رسول الله صلى الله عليه وسلم (ح:٢٠٥٦): ٣٠٠/٥ـ انيس)

وروى عن أنس قال: كان فتى من الأنصار يصلى الصلوات الخمس مع رسول الله صلى الله عليه وسلم ثم لايدع شيئاً من الفواحش إلا ركبه فوصف لرسول الله صلى الله عليه وسلم حاله، فقال: إن صلاته تنهاه يوماً، فلم يلبث أن تاب وحسن حاله، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ألم أقل لكم إن صلاته تنهاه يوماً. (تفسير البغوى، تفسير سورة العنكبوت: ٥٥٨/٣. إحياء التراث الإسلامى. انيس)

لأن الجماعة فيها،والذی فی المواهب عن القشيری:سبع مائة صلاة مقبولة ولم يقيد بالجماعة،قال شارح المواهب:ما حاصله هذا لاينافی أن اللّٰه تعالٰی يعفوعن الظالم ويدخله الجنة برحمته"،آه.(ردالمحتار:۳۲۳/۱) (۱) فقط واللّٰه اعلم

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ، مفتی جامعہ خیر المدارس، ملتان۔(خیر الفتاویٰ:۲۷۱/۲)

☆☆☆

(۱) وقدنقل:لوأن رجلاله ثواب سبعين نبيًّاوله خصم بنصف دانق لم يدخل الجنة حتى يرضى خصمه وقيل يؤخذبدانق سبع مائة صلاة مقبولة فتعطى للخصم،ذكره القشيری فی التحبير.(المواهب اللدنية بالمنح المحمدية، الفصل الثالث:۶۶۱/۳.انيس)